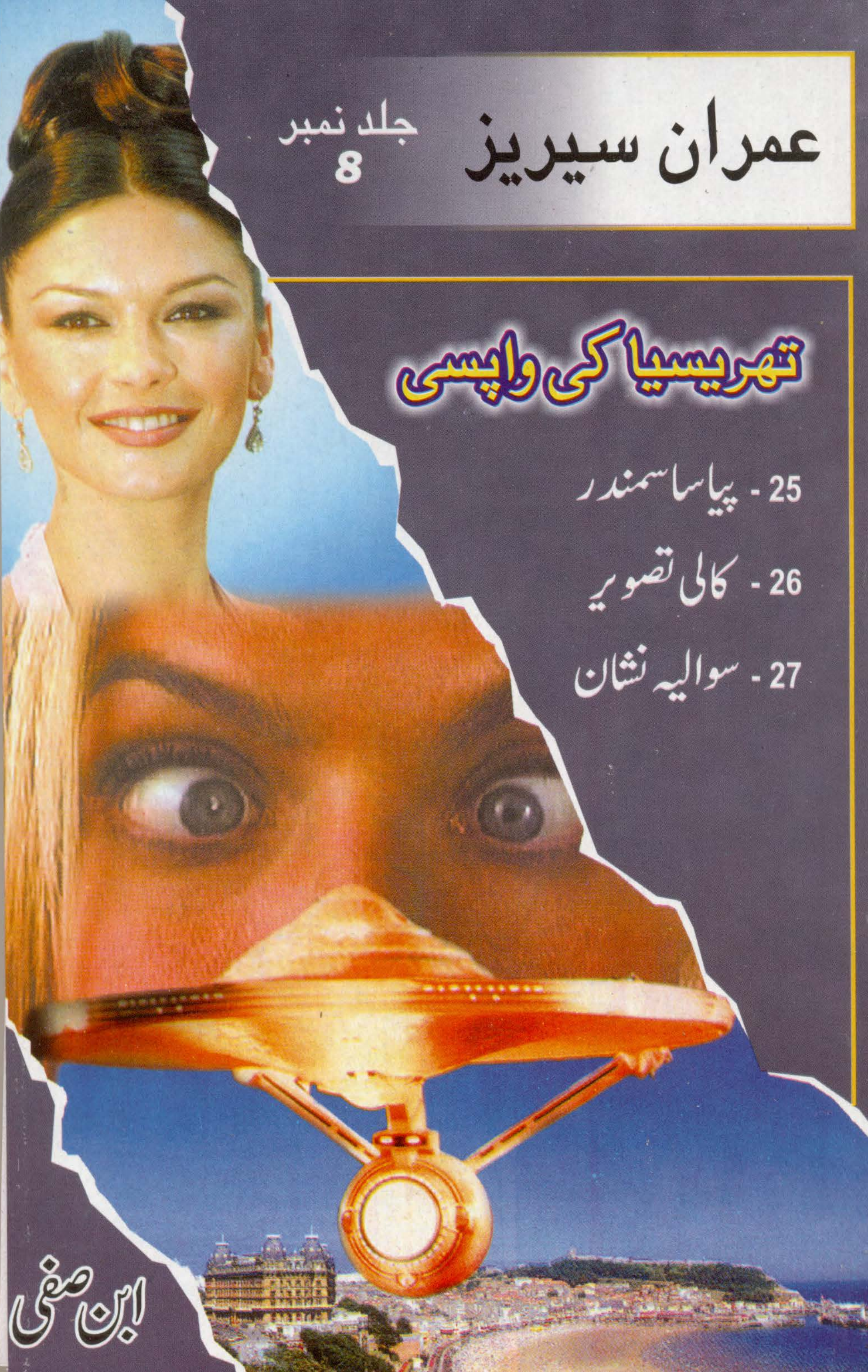

عمران سیریز

جلد نمبر
8

تھریسیا کی واپسی

25 - پیاسا سمندر
26 - کالی تصویر
27 - سوالیہ نشان

ابن صفی

عمران سیریز نمبر 27

سوالیہ نشان

(مکمل ناول)

پیشرس

اس کہانی کی شروعات ہی سوالیہ نشان بن کر رہ گئی ہے! اور سوالیہ نشان اس وقت تک ذہن میں چکراتا رہتا ہے جب تک کہ سچ مچ ایک سوالیہ نشان کہانی میں داخل نہیں ہو جاتا۔ اس بار عمران ایک ایسے آدمی سے ٹکرایا ہے جو خود اسی کی طرح پُر اسرار تھا۔ یعنی خود اس کے ساتھیوں نے بھی اس کی شکل نہیں دیکھی تھی! اس کا طریق کار بھی عمران ہی کا سا تھا۔ اس کہانی میں آپ کو روشی بھی ملے گی۔ عمران سیریز کے سلور جوبلی نمبر میں اسی کی کمی بہت شدت سے محسوس کی گئی تھی۔ مگر اس کہانی میں اس کے لئے کوئی گنجائش نہیں نکل سکی تھی۔

بعض احباب کچھ کرداروں کے لئے مصر ہوتے ہیں کہ انہیں اکثر لایا جائے، میں کوشش کرتا ہوں کہ ایسا ہو سکے لیکن بعض کہانیوں میں یہ ناممکن ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ان کرداروں کو ان میں کھپانے کے لئے کسی معقول جواز کی بھی ضرورت پیش آتی ہے.... اور جواز مجھے نہیں ملتا۔ اسی لئے بعض اوقات میں اکثر فرمائشات پوری کرنے سے قاصر رہتا ہوں.... پھر بھی کوشش یہی کرتا ہوں کہ پڑھنے والوں کے زیادہ سے زیادہ مطالبات پورے کر سکوں؟

آپ نقالوں کے سلسلے میں بھی مجھے بور کرتے ہیں! یہ آپ کی زیادتی ہے.... ارے بھئی اگر کسی نے میرے کرداروں مثلاً فریدی، حمید، قاسم اور عمران کے نام اپنا کر ناول لکھنے شروع کر دیئے ہیں تو اس سلسلے میں میں کیا کر سکتا ہوں! مجھے تو اپنے ان ”کماؤ پوتوں“ پر فخر ہے جو دوسروں کا ذریعہ معاش بن کر بھی ایک اہم خدمت انجام دے رہے ہیں....! مجھے اس پر ذرا بھی غصہ نہیں آتا! بس صرف اتنی سی بات گراں گزرتی ہے کہ لکھنے والے اپنے باپ کا نام بتانے کی بجائے میرے ہی باپ کا نام بتانے لگتے ہیں! وہ بھی اس انداز میں کہ میں ہی معلوم ہوں اور وہ ایک آدھ نقطے کے فرق سے کتابیں خریدنے والوں کو دھوکا دے نکلیں۔

ویسے آیئے میں آج آپ کو ایک راز کی بات بتاؤں!.... وہ یہ کہ باپ کا نام بتائے

بغیر کوئی جاسوسی ناول نویس کامیاب ہو ہی نہیں سکتا.... مگر شرط یہ ہے کہ نام میرے ہی باپ کا بتایا جائے۔

تیسری بات یہ ہے کہ آج کل پھر نجی قسم کے خطوط کا زور بڑھنے لگا ہے۔ میں پہلے بھی آپ سے عرض کر چکا ہوں کہ مجھے ذاتی خطوط کے جوابات لکھنے کا وقت نہیں ملتا.... آپ کو جواب نہیں ملتا تو آپ بے حد خفا ہو کر دوسرا خط لکھ دیتے ہیں.... میں آپ کی محبت اور خلوص کا بے حد مشکور ہوں! اس وقت اور زیادہ مشکور ہوں گا جب آپ میرے ہاتھ کے لکھے ہوئے جواب پر مصر نہ ہوں گے۔

بعض مقامی احباب مجھ سے ملنا چاہتے ہیں۔ بہتر تو یہی ہے کہ وہ مجھ سے میری کتابوں ہی میں ملا کریں! کتابوں کے باہر میں بے حد بور نظر آؤں گا۔ اتنا کہ شائد پھر آپ میری کتابیں ہی پڑھنا چھوڑ دیں۔

آپ ملیں گے.... اور جتنی دیر بھی یہ ملاقات جاری رہے گی میں آپ کو بازار کے نرخوں کے اتار چڑھاؤ پر بور کرتا رہوں گا اور آپ میرے متعلق ایسی لغو رائے قائم کر کے اٹھیں گے کہ بس....!

اب میں کیا کروں عادت ہی ہے میری علیک سلیک کے بعد سب سے پہلے یہی عرض کروں گا کہ مسور کی دال کے دام بہت چڑھ گئے ہیں! ہلدی بہت واہیات آ رہی ہے.... ارے صاحب آخر کوئی کیونکر جئے جب کہ چار چار دن کا سیکنڈ ہینڈ گوشت بھی اتنا گراں ملتا ہے۔

آپ میری شکل دیکھ کر سوچیں گے کہ شائد ریزر بلیڈ کے دام بھی بہت زیادہ چڑھ گئے ہیں۔

ابن صفی

۲۹/ جنوری ۱۹۵۸ء

◆

صفدر نے بائیں پیر کی ایڑی پر گھوم کر پیچھے آنے والے کے گال پر تڑاخ سے ایک تھپڑ رسید کیا اور فٹ پاتھ کی بھیڑ کائی کی طرح پھٹ گئی۔ جس کے گال پر تھپڑ پڑا تھا یہ ایک خوش پوش اور صحت مند جوان تھا.... وہ ششدر رہ گیا۔ صفدر حلق پھاڑ پھاڑ کر چیخ رہا تھا۔ ”تم کمینے ہو!.... پچھلے سال تم نے میری مرغی کے بچے چرا لئے تھے اور آج بکری کے بچے کی ٹانگ توڑ دی.... سور کے بچے نہیں تو....

آس پاس کھڑے ہوئے لوگوں کو غصہ آ گیا تھا اور انمیں سے کئی بیک وقت صفدر پر ٹوٹ پڑے۔

جس شریف آدمی کے گال پر تھپڑ پڑا تھا اس نے شائد اسی میں عافیت سمجھی تھی کہ چپ چاپ وہاں سے کھسک ہی جائے.... خواہ مخواہ بھرے مجمع میں اس کی توہین ہوئی تھی۔

صفدر پر چاروں طرف سے ہاتھ ہی ہاتھ پڑ رہے تھے اور اپنے دونوں ہاتھوں کی بدولت کم سے کم مار کھاتا ہوا چیخ رہا تھا۔ ”تم سب چور ہو!.... مرغی چور.... بکری چور....!“

”پاگل ہے.... ارے.... پاگل ہے.... چھوڑو.... ہٹو....!“ کسی نے کہا۔

لیکن فوری طور پر اُسے نہیں چھوڑا گیا۔ ایک آدھ ہاتھ پڑتے ہی رہے!.... پھر اس کے گرد ایک حلقہ سا بن گیا.... لوگ وہیں کھڑے رہے اور صفدر اس طرح اچھلتا کودتا رہا جیسے کسی نادیدہ دشمن پر لاٹھیاں برسا رہا ہو۔

اُس کے گرد بھیڑ بڑھتی گئی اور فٹ پاتھ کا وہ ٹکڑا جہاں صفدر اپنے پاگل پن کا مظاہرہ کر رہا تھا راہ گیروں سے بھر گیا۔ تب دو تین ڈیوٹی کانسٹیبل لمبے لمبے قدم اٹھاتے ہوئے وہاں پہنچ گئے۔

مجمع ہٹانے میں انہیں کافی دشواریاں پیش آئیں لیکن بہر حال وہ فٹ پاتھ کے اُس ٹکڑے کو خالی کرانے میں کامیاب ہو ہی گئے اب وہاں صفدر کے علاوہ اور کوئی نہیں رہ گیا تھا۔ لیکن وہ اب بھی اُسی طرح اچھل کود رہا تھا ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اُسے ہوش ہی نہ ہو۔

بدقت تمام کانسٹیبلوں نے اسے قابو میں کیا۔

”تم کون ہو!“ ایک نے اس کا گریبان پکڑ کر جھٹکا دیتے ہوئے پوچھا۔

”میں انار کلی کا بھتیجا ہوں.... اور پھر تم کون ہوتے ہو پوچھنے والے۔ جاؤ اپنا راستہ لو.... میں اس وقت غصے میں ہوں۔“

”ارے پاگل ہے۔“ ایک نے دوسرے سے کہا۔

”چلو پاگل ہی سہی....! تمہارے گھر تو کچھ مانگنے نہیں جاتا۔“ صفدر نے اکڑ کر کہا۔

”اپنا راستہ لو.... ورنہ مار مار کر بھس بھر دوں گا۔“

”تم مار پیٹ کر رہے تھے....!“ ایک دہاڑا۔

”تمہیں تو نہیں مارا پیٹا.... کھسکو یہاں سے ورنہ....!“

”لے چلو! سالے کو.... خطرناک معلوم ہوتا ہے۔“ دوسرے نے کہا۔

”ہٹ جاؤ.... بھاگ جاؤ۔“ صفدر ان کی طرف جھپٹا اور پھر وہ چاروں طرف سے اس پر پل پڑے..... تھوڑی ہی دیر بعد صفدر نیچے تھا اور دو کانسٹیبل اُسے دبوچے ہوئے تھے۔

قریب کے کچھ دوکان داروں کی مدد سے وہ اس کے ہاتھ پیر باندھنے میں کامیاب ہو گئے اور پھر شائد تھانے سے ٹرک طلب کرنے کے لئے ان میں ایک فون کرنے چلا گیا۔

◆

جولیانا فٹنر واٹر نے فون پر ایکس ٹو کے نمبر ڈائیل کئے! دوسری طرف سے توقع کے مطابق جواب ملنے میں دیر نہیں لگی! ایکس ٹو کی بھرائی ہوئی آواز آئی۔

”یس....!“

”جولیانا سر....!“

”کیا خبر ہے۔!“

”صفدر پاگل خانے تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔“

”گڈ....! اُسے جو کام بھی سونپا جاتا ہے بحسن و خوبی انجام پاتا ہے۔!“

”مگر جناب! یہ قصہ کیا ہے۔“

جواب ملنے کی بجائے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز آئی اور جولیا بُرا سامنہ بنا کر رہ گئی۔

وہ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی۔ پھر تنویر کے نمبر ڈائیل کئے۔

”آہا... زہے نصیب...!“ دوسری طرف سے آواز آئی۔ ”تو یہ تم ہو! کانوں پر یقین نہیں آرہا..!“

”جس چیز پر یقین نہ ہو اُسے پاس رکھنا ہی فضول ہے۔ اس لئے اپنے کان اکھڑوا دو۔“ جولیا نے بھی خوش مزاجی ہی ظاہر کی۔

”کیا....! مجھے کہیں دھکے کھلوانے کا خیال ہے۔“ تنویر نے ہنس کر پوچھا۔

”نہیں....! بس یونہی خیال آیا کہ کئی دن سے تمہاری خیریت نہیں معلوم ہوئی۔“

”اور حقیقت ہے کہ خیریت تھی ہی نہیں!“ تنویر نے کہا۔ ”ادھر آج کل وہ مجھے براہِ راست احکامات دے رہا ہے اور میرا خیال ہے کہ اس کا دماغ چل گیا ہے۔“

”آہا.... کیا تم ایکس ٹو کے متعلق کچھ کہہ رہے ہو....!“

”ہاں.... اُسی کے متعلق.... کیا تمہیں علم نہیں ہے کہ اس نے عجیب و غریب حرکتیں شروع کر دی ہیں۔“

”میں نہیں جانتی!“ جولیا نے اپنی آواز میں تحیر پیدا کرنے کی کوشش کی۔

”کل اگر میں نے تھوڑی عقل نہ صرف کی ہوتی تو میری ہڈیوں کا بھی پتہ نہ چلتا۔“

”کیوں؟“

”تیمور اسٹریٹ میں ایک شراب خانہ ہے۔ ایور گرین! وہاں مجھے اس لئے بھیجا تھا کہ میں اس کے مالک کے سر پر ایک زور دار چپت رسید کر کے بھاگ آؤں۔“

”نہیں....!“

”یقین کرو....!“

”پھر تم نے کیا کیا؟“

”پہلے تو میں نے انکار کر دیا تھا! مگر پھر مجبوراً....؟“

"کیوں؟ تم تو ایکس ٹو کو اپنے جوتے کی نوک کے برابر بھی نہیں سمجھتے۔"

"مگر بے عزتی سے بھی تو ڈرتا ہوں۔ میں نے پہلے انکار ہی کر دیا تھا۔ لیکن اُس نے دھمکی دی کہ اگر میں نے ایسا نہ کیا تو میرے سر پر سر بازار چپتیں پڑا کریں گی۔"

جولیا بے ساختہ ہنس پڑی۔

"اچھا۔ اچھا.... ہنس لو۔!" تنویر غالباً چڑ کر بولا تھا۔ "جس دن تم بھی اُس کے پاگل پن کا شکار ہوئیں اسی طرح مزاج پوچھوں گا۔"

"خیر تم بتاؤ کہ تم نے پھر کیا کیا تھا۔"

"سب سے پہلے میں نے حالات کا جائزہ لیا! فی الحال اس کھوپڑی ہی کو حالات سمجھ لو جس پر چپت پڑنے والی تھی.... وہ کھوپڑی انڈے کی طرح چکنی اور شفاف تھی۔ مگر میں نے اسے مناسب نہ سمجھا کہ وہاں شراب خانے ہی میں اس کی کھوپڑی پر چپت آزمائی کروں! ایسی صورت میں میری چٹنی بن جاتی.... بھاگتے راستہ نہ ملتا۔ لہٰذا میں نے سوچا کہ کسی طرح موٹے اور پستہ قد آدمی کو شراب خانے سے باہر نکالا جائے۔"

"یعنی صرف چپت ضروری تھی۔" جولیا نے پوچھا۔ "یہ شرط نہیں تھی کہ چپت شراب خانے کے اندر ہی پڑے۔"

"نہیں! ایکسٹو نے وضاحت نہیں کی تھی۔"

"اچھا پھر کیا ہوا....!"

"میں نے اُسے ایک بچے کے ہاتھ ایک خط بھجوایا جس میں لکھا تھا کہ براہِ کرم مجھ سے چوتھی گلی کے موڑ پر فوراً مل لیجئے۔ میں آپ کے فائدے کی ایک بات بتاؤں گی.... میں نے سوچا خط کسی عورت ہی کی طرف سے ہونا چاہئے تاکہ وہ دوڑا آئے۔ یہی ہوا بھی.... وہ خط دیکھتے ہی روانہ ہو گیا تھا اور لڑکے نے اپنی راہ لی تھی جیسے ہی وہ تیمور اسٹریٹ کی تیسری گلی کے سرے پر پہنچا اس کی کھوپڑی بلبلا کر رہ گئی۔ مجھے بھی بس مزہ ہی آ گیا تھا۔ شاید پہلی بار میں نے اتنی فراخ دلی سے کسی کی کھوپڑی پر اپنا ہاتھ آزمایا تھا.... اور پھر کیا اب یہ بھی بتاؤں کہ اس کے بعد میں کس طرح سر پر پیر رکھ کر بھاگا.... کاش میں اس کا حلیہ دیکھنے کے لئے وہاں رک سکتا۔"

"اُس کے بعد کیا ہوا۔"

"ایکس ٹو نے خود ہی فون کر کے میری اس محنت کی داد دی۔"

"تم غپ تو نہیں ہانک رہے۔" جولیا نے پوچھا۔

”غپ ہانکنے کی ضرورت ہی کیا....!“

”پتہ نہیں کیا معاملہ ہے! میں خود بھی حیرت میں ہوں۔“ جولیا نے کہا۔

”کیوں! کیا تم بھی کسی چکر میں پڑ چکی ہو۔“

”نہیں میں تو ابھی تک محفوظ ہوں۔ مگر صفدر پاگل خانے میں پہنچ چکا ہے۔“

”کیا مطلب....!“

”اُس نے صدر میں ایک آدمی کو چانٹا مار دیا تھا۔ پھر اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور پاگلوں کی سی حرکتیں کرتا رہا۔ آخر کار اُس کا حشر یہ ہوا کہ اس وقت وہ پاگل خانے میں ہے۔“

”اوہ.... کیا سچ مچ ایکس ٹو پاگل ہو گیا ہے۔“

”نہیں! وہ تو پاگل نہیں ہو سکتا۔ البتہ ہم سب ضرور ہو جائیں گے۔“

”آخر مقصد کیا ہے؟“

”اگر ہمت ہو تو اُسی سے پوچھ لو....!“ جولیا نے کہا۔ ”ویسے میرا خیال ہے کہ شائد وہ تمہیں بھی پاگل خانے ہی بھجوانا چاہتا تھا۔“

”خدا جانے....؟“

”اچھا....!“ جولیا نے ایک طویل سانس لی اور سلسلہ منقطع کر دیا۔ وہ اس مسئلے پر سنجیدگی سے غور کر رہی تھی۔

کیا ایکس ٹو سچ مچ اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا ہے؟ نہ ناممکن بھی نہیں تھا؟

جولیا نے سوچا کہ وہ ایک الگ تھلگ رہنے والا آدمی ہے اور پھر اُسے ذہنی محنت بھی بہت زیادہ کرنی پڑتی ہے۔ تفریحات کا دلدادہ بھی نہیں معلوم ہوتا۔ اس لئے اس کا دماغ الٹ جانا حیرت انگیز بھی نہیں ہو سکتا۔

وہ تھوڑی دیر تک اس مسئلے پر سوچتی رہی پھر یک بیک اُسے عمران یاد آ گیا۔ لہٰذا وہ دوسرے ہی لمحے فون پر اس کے نمبر ڈائیل کر رہی تھی۔

سلسلہ مل گیا لیکن دوسری طرف سے کھانسیوں کی آوازیں آ رہی تھیں۔

”ہیلو....!“ جولیا نے کھانسنے والے کو مخاطب کیا۔

”بکری کا گوشت چار آنے سیر....!“ دوسری طرف سے آواز آئی۔

جولیا نے عمران کی آواز پہچان لی۔ لیکن اُس کی حرکت پر اُسے بڑا غصہ آیا۔

”کیا بات ہے.... تم بہت خوش معلوم ہو رہے ہو!“ جولیا نے جلے کٹے لہجے میں کہا اور

دوسری طرف سے پھر آواز آئی "بکری کا گوشت چار آنے سیر....!"

"تم گدھے ہو....!" جولیا جھلا گئی۔ "بکواس بند کرو۔ تم سے کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں۔"

"تم باتیں بھی کرتی رہو اور میں گوشت بھی بیچتا رہوں! ورنہ میری مٹی پلید ہو جائے گی۔"

"کیوں؟ کیا مطلب!"

"مطلب! اُسی چوہے ایکس ٹو سے پوچھو۔"

"یعنی....!"

"اس نے کہا ہے کہ اگر میں گوشت بیچنے سے ذرا بھی غافل ہوا تو مجھے بیچ سڑک پر مرغا بنا دیگا۔"

"تم سچ کہہ رہے ہو یا میرا مضحکہ اڑانے کا ارادہ ہے۔"

"اگر میرے گوشت بیچنے میں تمہیں اپنا مضحکہ نظر آرہا ہے تو تم نہ خریدنا مجھ سے.... بکری کا گوشت چار آنے سیر....!"

"صرف ایک منٹ کے لئے سنجیدہ ہو جاؤ۔"

"بیچ سڑک پر مرغا بننے سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔" عمران کی آواز کچھ خوفزدہ سی تھی۔

"کیا یہ حقیقت ہے....!"

"ہاں.... سو فیصدی حقیقت....!"

"کیا اُس کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔"

"میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔" عمران نے کہا اور پھر ہانک لگائی۔ "بکری کا گوشت چار آنے سیر۔ میں نے اُس سے پوچھا تھا کہ سیکرٹ سروس والوں نے یہ دھندا کیوں شروع کر دیا ہے لیکن اسکا کوئی جواب نہیں ملا۔ میں سڑکوں پر بھی اسطرح چیختا پھرتا ہوں اور لوگ مجھے پاگل سمجھتے ہیں۔"

"کیا تمہیں علم ہے کہ صفدر پاگل خانے پہنچ گیا۔"

"ہاں میں جانتا ہوں.... میرے سامنے ہی کی بات ہے۔ اُسے صدر میں پکڑا گیا تھا اور میں وہاں سے گوشت بیچتا ہوا سیدھا بندر روڈ کی طرف بھاگا تھا۔"

"میرے پیچھے درجنوں بچے تالیاں بجا رہے تھے۔"

"آخر یہ سب کیا ہو رہا ہے۔"

"خدا کا غضب نازل ہو رہا ہے۔ ابھی اور ہو گا۔"

"لیکن اُس نے ابھی تک مجھے کوئی ایسا کام نہیں سونپا....!"

"تم سے سڑک پر جھاڑو دلوائے گا۔ ہو کس خیال میں....!"

"میں استعفیٰ دے دوں گی..... سمجھ میں نہیں آتا.... کیا کروں!"

"بس میرا مشورہ ہے کہ ابھی سے بطخ کی بولی بولنا شروع کر دو۔ شاید یہی کام اُسے پسند آجائے اور وہ تمہیں سڑک پر جھاڑو دینے کا حکم نہ دے؟"

"عمران سنجیدگی سے کچھ سوچو! اگر واقعی اُس کا دماغ خراب ہو گیا ہے تو ہم کسی سے فریاد بھی نہ کر سکیں گے۔ کیونکہ ہمیں یہی نہیں معلوم کہ وہ خود کس کا ماتحت ہے؟"

"میں جانتا ہوں وہ کس کا ماتحت ہے۔"

"کس کا ماتحت ہے....!"

"ایکس ون کا....!"

"یہ کیا بلا ہے....!"

"پامیر ناٹ میں ایک وادی ہے اس کا بادشاہ! جو نچلے دھڑ سے بلی اور اُوپری حصے سے گلفام معلوم ہوتا ہے.... کبھی میاؤں میاؤں بولتا ہے اور کبھی یہ شعر پڑھتا ہے ؎

ترے وعدے پر جئے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا
کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا"

"عمران....!"

"یس مائی ڈیئر فنٹر واٹر....! بکری کا گوشت....!"

"خاموش رہو۔"

"اگر یہ للکار ایکس ٹو نے سن لی تو فائدے میں نہ رہو گی۔"

"میں کہتی ہوں! سنجیدگی سے اس مسئلے پر غور کرو....!"

"میں تو صرف اس پر غور کرتا رہتا ہوں کہ بکری کا گوشت بہت سستا بیچ رہا ہوں کہیں کسی دن بکری کے میک اپ میں کتا نہ ذبح کرنا پڑے۔"

"تو میں یہ سمجھ لوں کہ اب تم بھی خود کو اس کے سامنے بے بس محسوس کرنے لگے ہو۔"

"کیا.... کیا جائے مجبوری ہے۔ میں اس کے علاوہ اور کر بھی کیا سکتا ہوں۔ کیونکہ وہ تو اندھیرے کا تیر ہے! پتہ نہیں کب اور کہاں آ لگے۔"

"اچھا تو یہی معلوم کرنے کی کوشش کرو کہ اس کا مقصد کیا ہے۔"

"ضرورت کیا ہے۔ اسکا معاوضہ بھی اچھا خاصا ہی ملے گا۔ تم اگر معقول معاوضے پر مجھ سے مکھیوں کا اسٹاک کرانا چاہو تو میں اس پر بھی تیار ہو جاؤں گا کیونکہ آجکل میرا بنک بیلنس کم ہو رہا ہے۔"

"جہنم میں جاؤ....!" جولیا نے جھلا کر سلسلہ منقطع کر دیا۔

اس کی الجھن اور زیادہ بڑھ گئی۔

◆

عمران نے بلیک زیرو کے نمبر ڈائیل کئے دوسری طرف سے فوراً ہی جواب ملا۔ "تمہیں میری طرف سے کیا حکم ملا تھا....!" عمران نے پوچھا۔

"حکم.... نہیں تو.... کچھ بھی نہیں.... جناب! آپ کس حکم کے متعلق کہہ رہے ہیں۔"

"اچھا مجھ سے وہیں ملو جہاں ہم ملا کرتے ہیں....!"

"بہت بہتر جناب....!"

عمران سلسلہ منقطع کر کے لباس تبدیل کرنے لگا۔ اس نے بلیک زیرو کو اسی فون سے رنگ کیا تھا جس کے نمبر ٹیلی فون ڈائریکٹری میں موجود تھے۔

باہر آ کر اُسے اس علاقے تک پیدل جانا پڑا جہاں کرائے کے گیراج تھے۔ انہیں میں ایک میں عمران کی کار بھی رہتی تھی۔

کچھ دیر بعد وہ ٹپ ٹاپ نائٹ کلب کی طرف جا رہا تھا۔ وہاں پہنچ کر اُسے زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا.... بلیک زیرو نے بھی وہاں پہنچنے میں جلدی ہی کی تھی۔

وہ ڈائننگ ہال میں ایک میز کے گرد بیٹھ گئے۔

"میں آپ کی اس کال کا مطلب نہیں سمجھا تھا۔"

"کیا تمہیں علم ہے کہ صفدر پاگل خانے پہنچ گیا ہے۔"

"میں نہیں جانتا۔ کب؟" بلیک زیرو کے لہجے میں حیرت تھی۔

"آج شام کا واقعہ ہے اور کیا تمہیں علم ہے کہ تنویر نے ایک شریف آدمی کے سر پر چپت رسید کی تھی اور وہاں سے بھاگ نکلا تھا۔"

"میں اس کے متعلق بھی کچھ نہیں جانتا۔"

"اچھا! اُدھر پچھلے ایک ہفتے کے اندر تمہیں میری طرف سے تو کوئی ایسا پیغام نہیں ملا جس پر تمہیں حیرت ہوتی۔"

"جی نہیں قطعی نہیں۔۔۔۔!"

عمران نے ایک طویل سانس لی اور پھر بولا۔ "کوئی ایکس ٹو اور اس کے ساتھیوں کو بے نقاب کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔"

"یہ کیسے معلوم ہوا۔"

"ان دونوں کو ایکس ٹو ہی کی طرف سے ایسے پیغامات موصول ہوئے تھے۔"

"یقین کیجئے! میں نے کوئی ایسی حرکت نہیں کی۔" بلیک زیرو بوکھلا گیا۔

"مجھے تم پر اعتماد ہے۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "یہ ممکن ہے کہ کسی نے ایکس ٹو کا پرائیویٹ فون ٹیپ کر کے اس کے چند ساتھیوں کے متعلق معلومات فراہم کر لی ہوں اور اس کی آواز کی نقل اتارنے کی مشق کر ڈالی ہو۔۔۔۔ مگر یہ حرکتیں صاف ظاہر کرتی ہیں کہ وہ ایکس ٹو یا اُس کے ساتھیوں کا صورت آشنا نہیں ہے! اُس نے فون ہی پر صفدر کو پاگل پن کا سوانگ رچانے کی ہدایت دی اور جگہ بتا دی جہاں اُسے ہنگامہ برپا کرنا تھا۔۔۔۔ پھر از خود بھی وہیں پہنچ کر ہنگامہ برپا کرنے والے کو پہچان لیا کہ یہ صفدر ہے۔ اسی طرح تنویر کو بھی گھر سے نکال کر اس جگہ لے گیا جہاں اسے ایک آدمی کے سر پر چپت رسید کرنی تھی۔

چلو تنویر بھی نظر میں آ گیا۔۔۔۔ جولیا پر بھی اس کی نظر عنایت ہو گئی ہے لیکن اُس سے ابھی تک اس قسم کا کوئی کام نہیں لیا گیا۔"

"مگر سنئے تو سہی۔۔۔۔!" بلیک زیرو نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "جو شخص بھی یہ حرکت کر رہا ہے یہ بھی سمجھتا ہو گا کہ آپ اس سے آگاہ ہو جائیں گے۔۔۔۔!"

"کھلی ہوئی بات ہے۔" عمران نے سر ہلا کر جواب دیا۔

"پھر میرا خیال ہے کہ اُس سے حماقت ہی سرزد ہوئی ہے۔۔۔۔!"

"ممکن ہے۔!" عمران نے کہا اور کچھ سوچنے لگا۔

"کیا بقیہ لوگ محفوظ ہیں!" بلیک زیرو نے کہا۔

"ابھی تک کی رپورٹ کے مطابق! ان تینوں کے علاوہ اور کسی کو اس قسم کے پیغامات نہیں ملے۔۔۔۔ خیر بہر حال اب میں نے پرائیویٹ فون کا استعمال ترک کر دیا ہے۔۔۔۔ غالباً اُسی نمبر پر کہیں اور بھی کالیں ریسیو کی جا رہی ہیں۔ ایسا ممکن ہے۔۔۔۔ اب میں تمہیں عمران کے نمبروں سے پیغامات دیا کروں گا اور تم ایکس ٹو کی حیثیت سے اُنہیں دوسروں تک پہنچایا کرنا!"

"بہت بہتر! اب ایسا ہی ہو گا جناب!"

"مس جولیا اور تنویر کے علاوہ سبھوں کو مطلع کر چکا ہوں کہ اب وہ ایکس ٹو کے پرائیویٹ نمبروں پر رنگ کرنا ترک کر دیں! انہیں میں نے تمہارے نمبر دیئے ہیں اس لئے بہت زیادہ محتاط رہو! بس فی الحال مجھے اتنا ہی کہنا تھا۔"

عمران اٹھ گیا۔

پھر کچھ دیر بعد اس کی کار جولیانا فٹنر واٹر کے مکان کے سامنے رکی! وہ اتر کر برآمدے میں آیا اور کال بل کا بٹن دبا کر انتظار کرنے لگا۔ کچھ دیر بعد اندر سے قدموں کی آواز آئی۔

"کون ہے!" جولیا نے دروازہ کھولنے سے قبل پوچھا۔

"بکری کا گوشت....!" عمران نے جواب دیا۔

دروازہ کھل گیا اور جولیا دونوں گھونسے اٹھا کر اس کی راہ میں حائل ہو گئی۔

"جاؤ.... بھاگ جاؤ....!" اس نے کہا۔

"کیا تم بھی صفدر ہی کے پاس پہنچنا چاہتی ہو۔"

"سوچتے سوچتے میرا ذہن تھک گیا ہے اس لئے اب میں صرف سونا چاہتی ہوں۔"

"میں تمہارے لئے خواب آور گولیاں لایا ہوں! بکری کا گوشت....!"

"دفع ہو جاؤ.... خدا کے لئے بور نہ کرو۔"

"میں تمہیں ایک دلچسپ کہانی سناؤں گا.... پیچھے ہٹو ورنہ پھر تم ساری رات نہ سو سکو گی۔ بیوقوف کے عقل کہاں ہوتی ہے کہ وہ سوچے گا کہ رات آرام کے لئے بنائی گئی ہے۔"

جولیا پیچھے ہٹ گئی اور عمران نے اندر داخل ہو کر دروازہ بند کر دیا.... جولیا بڑبڑاتی ہوئی واپسی کے لئے مڑ گئی تھی۔

عمران اس کے پیچھے چلتا ہوا نشست کے کمرے میں پہنچا۔

"ہاں بور کرو۔" جولیا جھٹکے کے ساتھ کرسی پر بیٹھتی ہوئی بولی۔

"یہ کمرہ بہت سلیقے سے سجایا گیا ہے....!" عمران چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔ "مجھے یاد پڑتا ہے کہ اس سے پہلے بھی کہیں ایسا ہی ایک کمرہ دیکھ چکا ہوں....!"

"خدا کے لئے جو کچھ بھی کہنا ہے جلدی کہہ ڈالو.... مجھے نیند آ رہی ہے۔"

"تم سو جاؤ.... میں کہتا رہوں گا۔"

جولیا اُسے غصیلی نظروں سے گھورتی رہی.... عمران نے بڑے اطمینان سے چیونگم کا پیکٹ نکالا اور اُسے پھاڑنے لگا۔

"ارے تم خاموش ہو گئے....!" جولیا جھلا کر بولی۔ "میں سچ کہتی ہوں پاگلوں کی طرح چیخنا شروع کر دوں گی۔"

"پرواہ مت کرو! اس طرح صفدر کی تنہائی بھی رفع ہو جائے گی ویسے کیا تمہیں بھی پاگل ہو جانے کا حکم ملا ہے.... بکری کا گوشت چار....!"

"خاموش رہو....!" جولیا بُرا سامنہ بنا کر بولی۔ "ایکس ٹو یقیناً پاگل ہو گیا ہے۔"

"کتنی بار یہی جملہ دہراؤ گی.... کیا تمہیں بھی!"

"ہاں.... مجھے بھی۔ لیکن میں اب اس کے متعلق نہیں سوچ رہی! مجھے نیند آرہی ہے۔"

"میں سچ کہتا ہوں کہ اگر تم نے سنجیدگی سے میرے سوالات کا جواب نہ دیا تو ہمیشہ کے لئے سو جاؤ گی۔"

"کیا مطلب....!"

"حالات ایسے ہی ہیں! ایکس ٹو کے فرشتوں کو بھی علم نہیں ہے کہ صفدر اور تنویر پر کیا گذری۔"

"صاف صاف بتاؤ....!"

"ایکس ٹو نے اس قسم کے احکامات نہیں جاری کئے تھے!"

"پھر تم بکری کا گوشت کیوں بیچتے پھرتے ہو۔" جولیا نے جلے کٹے لہجہ میں کہا۔

"میرے نصیبوں میں یہی ہے۔" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "لیکن میں تمہیں ایک بہت بڑے خطرے سے آگاہ کر رہا ہوں.... ایکس ٹو تو بیچارا کئی دنوں سے بیمار ہے۔ اُس نے پچھلے ہفتے سے اب تک میرے علاوہ اور کسی سے گفتگو نہیں کی۔"

"پھر....؟" جولیا یک بیک اچھل پڑی۔

"کوئی اس کا پرائیویٹ فون ٹیپ کرتا رہا ہے۔ یہی نہیں بلکہ اُس نے ایکس ٹو بننے کی بھی کوشش کی ہے۔!" عمران نے کہا اور اس سلسلے میں وہ سارے نکتے بیان کر دیئے جن پر بلیک زیرو سے بھی گفتگو کر چکا تھا۔

"مگر اس کا مقصد کیا ہو سکتا ہے۔" جولیا نے حیرت سے کہا۔

"فی الحال ہمیں مقصد کے چکر میں نہ پڑنا چاہئے۔ اب تم بتاؤ کہ اس نے تم سے کیا کہا ہے۔"

"ابھی تک تو وہ مجھ سے محض صفدر کے متعلق رپورٹیں لیتا رہا ہے۔ مگر شائد دو گھنٹے پہلے کی بات ہے کہ اس نے ایک کام مجھے بھی سونپا تھا۔ لیکن میں اس کی نوعیت کے متعلق چکرا رہی تھی۔"

"کیا کام تھا....!"

”بس اتنا کہ کل میں دس سے گیارہ بجے تک میونسپل ٹاور کے نیچے کھڑی رہوں۔ میرے ہاتھوں میں تازہ گلابوں کا ایک گلدستہ ہونا چاہئے۔“

”اوہ.....!“ عمران نے ایک طویل سانس لی۔

”کیوں کیا نتیجہ اخذ کیا تم نے.....!“ جولیا نے مضطربانہ انداز میں پوچھا۔

”ابھی میں کوئی نتیجہ نہیں اخذ کر سکا لیکن تمہیں ایک مشورہ ضرور دوں گا۔“

”کیا؟“

”تم جانتی ہو! روشی کہاں رہتی ہے؟“

”ہاں جانتی ہوں!“

”تمہیں کچھ دن روشی کے فلیٹ میں قیام کرنا پڑے گا اور روشی تمہاری جگہ لے گی۔“

”یعنی وہ یہاں آ کر رہے گی۔“ جولیا نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

”یقیناً.....! اس کے بغیر کام نہیں چلے گا۔“

”آخر کیوں؟“

”کیا میں نے ابھی نہیں کہا کہ اس طرح وہ نامعلوم آدمی ایکس ٹو کے ماتحتوں سے روشناس ہونا چاہتا ہے۔“

”پھر.....! روشی سے بھی کام نہیں چلے گا۔ کیونکہ وہ تم سے تعلق رکھتی ہے۔“

”میں کہتا ہوں مجھ سے بحث نہ کرو۔“

”میں ایکس ٹو کی اجازت حاصل کئے بغیر ایسا نہیں کر سکتی۔“

”اُسے تکلیف نہ دو وہ بیمار ہے.....!“

”کچھ بھی ہو! زبان ہلانے سے مر نہیں جائے گا۔“

”اچھی بات ہے چلو وہاں اُس کمرے میں جہاں فون ہے۔“

”میں خود ہی جا کر معلوم کئے لیتی ہوں۔“

”کیا وہ اتنا احمق ہے کہ ٹیپ کئے جانے والے نمبروں پر اپنے کسی ماتحت سے گفتگو کرے گا۔“

”پھر.....!“

”اُس نے مجھے دوسرے نمبر نوٹ کرا دیئے ہیں! لیکن اُس کی خواہش ہے کہ وہ مجھ تک ہی محدود رہیں! میں نمبر ڈائیل کروں گا۔ تم گفتگو کر لینا۔“

”چلو.....!“ جولیا اٹھتی ہوئی بولی۔ فون اس کی خواب گاہ میں تھا۔

عمران نے یہاں آکر اس طرح بلیک زیرو کے نمبر ڈائیل کئے کہ جولیا انہیں نوٹ نہ کر سکی۔ پھر اس نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ "میں عمران بول رہا ہوں۔ جولیانا میری تجویز سے اتفاق نہیں رکھتی۔" پھر وہ کچھ سنتا رہا اور اس کے بعد ریسیور جولیا کی طرف بڑھا دیا۔ وہ کچھ مضمحل سی نظر آنے لگی تھی۔

"لیس اٹ از جولیانا سر....!" جولیا نے ماؤتھ پیس میں کہا اور عمران کی تجویز دہرا کر دوسری طرف سے بولنے والے کی آواز سننے لگی، کئی بار اُس کے چہرے پر زردی سی نظر آئی تھی۔

آخر کار اس نے سلسلہ منقطع کر کے ٹھنڈی سانس لی۔

"کیوں؟" عمران نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ تم پر اتنا اعتماد کیوں کرتا ہے۔"

"کیونکہ میری طرف سے بے اعتمادی اب تک بہتوں کو لے ڈوبی ہے۔"

"وہ کہتا ہے کہ میں بے چوں وچرا تمہارے مشوروں پر عمل کروں!"

"تم بتاؤ کہ تم نے کیا فیصلہ کیا ہے۔"

"کچھ نہیں، میں وہی کروں گی جو ایکس ٹو کہے گا۔"

"بس تو تم ابھی اور اسی وقت روشی کے فلیٹ میں پہنچ جاؤ۔ میں اُسے فون پر سب کچھ سمجھا دوں گا۔"

"اگر میری کالیں بھی ٹیپ کی جاتی ہوں تو!" جولیا نے کہا۔

"نہیں میرا خیال ہے کہ ایسا نہیں ہو رہا۔"

"مگر کس بناء پر خیال ہے۔"

"اس بناء پر کہ تم اس دوران میں کئی بار مجھ سے فون پر گفتگو کر چکی ہو! لہٰذا اگر یہی بات ہوتی تو مجھے بھی ایسی ہی کسی اوٹ پٹانگ حرکت پر مجبور کیا جاتا۔"

"پھر.... یہ بکرے کا گوشت....!"

"تمہاری تسکین کے لئے میں بجو کا گوشت بھی اسی ریٹ سے فروخت کر سکتا ہوں؟ بس اب تم جاؤ تمہیں دیر نہ کرنی چاہئے.... بقیہ میں دیکھ لوں گا۔"

◆

دوسرے دن.... عمران میونسپل ٹاور کے سامنے والے ریستوران میں بیٹھا کسی خاص واقعے کا منتظر تھا۔ یہاں سے اُسے روشی صاف نظر آ رہی تھی کیونکہ میونسپل ٹاور سے ریسٹوران کا فاصلہ زیادہ نہ تھا۔

روشی کے داہنے ہاتھ میں تازہ گلابوں کا گلدستہ تھا۔ اوپر ٹاور کی گھڑی پونے گیارہ بجا رہی تھی۔ عمران کی نظریں روشی ہی کی طرف تھیں۔

پندرہ منٹ بھی گذر گئے.... ٹاور نے گیارہ کے گھنٹے بجائے اور روشی وہاں سے چل پڑی.... وہ پیدل ہی چل رہی تھی۔

عمران ریستوران سے نکل آیا.... وہ روشی سے تقریباً تین سو گز کے فاصلے پر چل رہا تھا لیکن یہ کہنا آسان نہیں تھا کہ وہ اس کا تعاقب ہی کر رہا تھا۔ عمران نے روشی کو پہلے ہی سے سمجھا دیا تھا کہ میونسپل ٹاور سے روانگی کے بعد وہ گلیوں اور کوچوں میں گھستی ہوئی جولیا کے گھر کی طرف واپس آئے۔

عمران کی اسکیم کے مطابق جولیا روشی کے فلیٹ میں چلی گئی تھی اور روشی جولیا کے گھر چلی آئی تھی اور اس وقت ایک کامیاب اداکارہ کی طرح اپنا رول ادا کر رہی تھی۔ وہ اس انداز میں سڑی بسی گلیوں میں داخل ہو رہی تھی جیسے جلد سے جلد گھر پہنچنے کے لئے مختصر راستہ اختیار کر رہی ہو اور یہ ایک پستہ قد اور مضبوط جسم کا آدمی تھا۔ عمر تیس اور چالیس کے درمیان رہی ہو گی....!

لباس کے استعمال کے معاملے میں باسلیقہ معلوم ہوتا تھا! چلنے کے انداز سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ دکھاوے اور تزک واحتشام کا بھی عادی ہے۔

کچھ دیر بعد روشی جولیا کے گھر میں داخل ہو گئی اور وہ آدمی آگے بڑھتا چلا گیا۔

اگلے چوراہے پر عمران نے اُسے رکتے دیکھا۔ عمران بھی ایک بک سٹال کے شوکیس پر جھک پڑا اور اس وقت چونکا جب ایک ٹیکسی اُس آدمی کے قریب رکی....

یہ ایک بوکھلا دینے والی سچویشن تھی۔ اگر وہ نکل جاتا تو عمران کی ساری محنت برباد ہو جاتی۔ اُس

نے بھی بڑی تیزی سے اُس طرف قدم بڑھادیئے۔ ٹیکسی حرکت میں آگئی تھی۔ لیکن عمران بھی اُس سے پیچھے نہیں رہا۔ اُسے بھی فوراً ہی دوسری ٹیکسی مل گئی اور تعاقب کا سلسلہ منقطع نہ ہو سکا۔

کچھ دیر بعد اگلی ٹیکسی عالمگیر پارک کے پھاٹک پر رک گئی۔ یہ شہر کے بڑے پارکوں میں سے تھا اور یہاں عموماً ہر وقت ہی خاصی بھیڑ رہا کرتی تھی کیونکہ یہاں میونسپل چڑیا گھر بھی تھا۔

پستہ قد اجنبی ٹیکسی سے اتر کر پارک میں داخل ہو گیا۔ عمران نے بھی تھوڑے ہی فاصلے پر ٹیکسی چھوڑ دی اور پیدل ہی چلتا ہوا خود بھی پارک میں داخل ہوا.... پستہ قد آدمی ابھی تک اس کی نظروں ہی میں تھا۔ وہ ایک خالی بنچ پر بیٹھ گیا۔ انداز سے یہی معلوم ہو رہا تھا جیسے اُسے کسی کا انتظار ہو۔ ویسے اُس نے جیب سے ایک اخبار نکال کر اُسے پڑھنا شروع کر دیا تھا۔ عمران بھی اُس کے قریب ہی ایک بنچ پر جا بیٹھا اور اس بنچ پر صرف ایک ہی آدمی کے لئے جگہ تھی کیونکہ پہلے ہی سے اس پر چار آدمی موجود تھے۔

تقریباً آدھا گھنٹہ گزر گیا اور وہ آدمی اُسی طرح بیٹھا اخبار دیکھتا رہا عمران کو الجھن ہونے لگی۔ اُسے توقع تھی کہ وہ جولیانا کا گھر دیکھ لینے کے بعد اپنے ٹھکانے ہی پر واپس جائے گا۔

ایک گھنٹہ گذر جانے پر اُسے ایک خوبصورت سی یوریشین لڑکی نظر آئی جو اس آدمی کی بنچ کی طرف بڑھ رہی تھی۔

جیسے ہی وہ قریب آئی وہ اخبار ایک طرف ڈال کر کھڑا ہو گیا۔ کھڑے ہونے کا انداز رسمی نہیں معلوم ہوا تھا بلکہ شائد وہ احتراماً ہی اٹھا تھا۔ لڑکی بھی اُس بنچ پر بیٹھ گئی اور دونوں اتنی دھیمی آواز میں گفتگو کرنے لگے کہ عمران ان سے زیادہ دور نہ ہوتے ہوئے بھی کچھ نہ سن سکا۔ لیکن وہ لڑکی کے چہرے کے اُتار چڑھاؤ سے اندازہ کر رہا تھا کہ وہ اُس کی گفتگو میں بہت زیادہ دلچسپی لے رہی ہے۔

کچھ دیر بعد اُس آدمی نے جیب سے اپنی نوٹ بک نکالی اور اس کا ایک ورق پھاڑ کر لڑکی کی طرف بڑھادیا۔

عمران پھر الجھن میں پڑ گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر دونوں کے راستے الگ الگ ہوئے تو وہ اُن میں سے کس کو ترجیح دے گا.... ویسے بادی النظر میں تو یہی معلوم ہوا تھا جیسے اُس آدمی نے لڑکی کو اب تک کی رپورٹ دی ہو۔ لیکن یہ اندازے کی غلطی بھی ہو سکتی تھی۔ یہ بھی ممکن تھا کہ دونوں میں اس مسئلے پر گفتگو ہی نہ ہوئی ہو جس سے عمران کو دلچسپی تھی.... مگر اُس نے نوٹ بک سے ایک ورق پھاڑ کر اُسے کیوں دیا تھا.... لڑکی نے کاغذ کا وہ ٹکڑا تہہ کر کے اپنے وینٹی بیگ میں ڈال لیا۔

اس نکتے پر تھوڑی دیر غور کرنے کے بعد عمران نے فیصلہ کیا کہ اگر اُن دونوں کی راہیں الگ

الگ ہوئیں تو وہ لڑکی کا تعاقب کرے گا۔

کچھ دیر بعد مرد اٹھ گیا لیکن لڑکی وہیں بیٹھی رہی.... عمران بیٹھے بیٹھے تنگ آگیا تھا اس نے سوچا ہی تھا کہ اب کچھ شروع کرنا چاہئے کہ لڑکی خود ہی اٹھ گئی! وہ بندروں کے کٹہروں کی طرف جا رہی تھی۔ عمران بھی اٹھا لیکن اُس نے وہاں تک پہنچنے کے لئے دوسری راہ اختیار کی اور اسی کٹہرے پر پہنچ گیا جہاں لڑکی پہلے موجود تھی وہ بندروں کے لئے مونگ پھلیاں پھینک رہی تھی.... وہاں کئی اور لوگ تھے۔

عمران لڑکی کے قریب ہی تھا اور اس وقت اُس کے چہرے پر حماقت ہی حماقت طاری تھی۔ اس کے انہماک سے یہ معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ وہاں خود کو تنہا سمجھ رہا ہو۔

بندر اچھل کود رہے تھے.... دفعتاً ایک بندر نے عمران کی طرف دیکھ کر دانت نکالے اور عمران نے بھی جھلائے ہوئے انداز میں اُسے منہ چڑھا دیا.... پھر اس طرح بڑبڑانے لگا جیسے بندر کا دانت نکالنا اسے بے حد گراں گذرا ہو۔ بڑبڑاتے وقت ایک بار دانت پیس کر اُس نے بندر کو گھونسہ بھی دکھایا تھا۔

نہ صرف لڑکی بلکہ دوسرے لوگ بھی عمران کی طرف متوجہ ہوگئے۔ لیکن عمران بظاہر اُن سے بے خبر اسی انداز میں بڑبڑاتا اور آنکھیں چمکاتا رہا۔

لیکن اُس وقت بُری طرح چونکا جب اس کے قریب ہی قہقہے بلند ہوئے۔ اب اُس نے بدحواسی اور جھینپ مٹانے کی ایکٹنگ شروع کردی۔ اس سلسلے میں اُس کا سر دو ایک بار کٹہرے سے بھی ٹکرا گیا۔

یک بیک لڑکی اُس کے قریب آئی اور آہستہ سے بولی۔

"چلو جلدی یہاں سے ورنہ یہ لوگ تمہیں چھیڑیں گے۔"

عمران بدحواسی کا مظاہرہ کرتا ہوا دوسری طرف مڑ گیا۔ اُس کی رفتار دوڑنے کی حد تک تیز تھی۔ لڑکی بھی اس کے پیچھے ہی چلتی رہی۔

پھر عمران پارک کے ایک ویران حصے میں پہنچ کر رکا۔ وہ ایک درخت کے تنے سے ٹیک لگائے کھڑا ہانپ رہا تھا اور لڑکی اس کے سامنے کھڑی ہنس رہی تھی۔

"یہ کیا.... مم.... مصیبت....!" عمران نے غصیلی آواز میں کہا اور پھر ہانپنے لگا۔

"بندروں پر غصہ آنے کا یہی انجام ہو سکتا ہے....!" لڑکی نے کہا۔ وہ بھی کوئی کھلنڈری ہی معلوم ہوتی تھی... عمران کے چہرے پر پھر زلزلے کے آثار نظر آئے اور اُسکی آنکھیں سرخ ہوگئیں۔

"اُس اُلو کے پٹھے نے مجھ پر دانت کیوں نکالے تھے....!" اُس نے غصیلی آواز میں کہا۔ "بڑی آئیں بندروں کی طرف دار بن کر.... میری جاگیر میں ہوتا تو سسرے کی ٹانگیں چروا دیتا....ہاں....!"

اور پھر وہ اس طرح ناک سے شوں شوں کرنے لگا جیسے غصے ہی کی وجہ سے نزلے کی تحریک شروع ہو گئی ہو۔

لڑکی ہنستی رہی....اور عمران کا غصہ تیز ہوتا رہا۔

آخر لڑکی وہیں گھاس پر بیٹھ گئی اور عمران بُرا سا منہ بنائے ہوئے کھڑا رہا۔ حماقت اور غصے کے ملے جلے آثار اب بھی چہرے پر موجود تھے۔

"کیا تم یتیم ہو....!" یک بیک لڑکی نے پوچھا۔

"تم خود یتیم! تمہاری سات پشتیں.... یتیم....اے.... میں تمہاری زبان کھینچ لوں گا.... مجھے لاوارث سمجھتی ہو....ابھی میرے دادا بھی زندہ ہیں۔"

"صورت سے تو یتیم ہی معلوم ہوتے ہو۔"

عمران کسی نک چڑھی لڑکی کی طرح بڑبڑاتا ہوا ایک طرف مڑ گیا۔

"ارے.... ٹھہرو.... سنو.... تمہارے فائدے کی بات ہے۔"

عمران رک گیا لیکن اس کی طرف نہیں مڑا....

"کیا ہے....!" اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"تم بہت اچھے آدمی معلوم ہوتے ہو! میں اس شہر میں اجنبی ہوں! چند دنوں کے لئے آئی ہوں....اگر ہم دونوں دوست ہو جائیں تو کیا حرج ہے۔"

"بہت حرج ہے....!"

"کیا حرج ہے....!"

"تم مجھے بات بات پر غصہ دلاؤ گی اور میرا دل چاہے گا کہ اپنے پیٹ میں خنجر گھونپ لوں! اب بتاؤ یہ بندر کیا تمہارے رشتہ دار لگتے ہیں.... دوڑ آئیں ان کی حمایت میں.... دانت دکھاتے ہیں سالے مجھے.... جیسے میں الو کا پٹھا ہوں۔"

"نائیں.... نائیں.... تم بہت پیارے ہو.... چلو غصہ تھوک دو۔ وہ بندر میرے رشتہ دار نہیں ہیں اور نہ ان کی حمایت میں دوڑی آئی تھی بس دل چاہا کہ تم سے گفتگو کروں۔ تم سے ملوں.... دوستی کروں.... میں اس شہر میں اجنبی ہوں.... آؤ.... کہیں بیٹھ کر باتیں کریں تم

مجھے اپنے متعلق بتاؤ۔ میں تمہیں اپنے بارے میں بتاؤں گی۔"

عمران وہیں بھد سے بیٹھ گیا۔ لڑکی پھر ہنس پڑی کیونکہ وہ کسی وزنی تھیلے کی طرح زمین پر ٹپک پڑا تھا۔

اس کی ہنسی پر عمران نے پھر بُرا سا منہ بنایا۔

"یہاں.... نہیں.... پارک ریستوران میں بیٹھیں گے.... چلو....!" وہ جلدی سے بولی اور عمران اس کی ہنسی پر کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

وہ ریستوران میں آئے۔ عمران بدستور بگڑے ہوئے موڈ کا مظاہرہ کرتا رہا۔

"کیا پیو گے....!" لڑکی نے عمران سے پوچھا۔

"میں صرف ان بندروں کا خون پینا چاہتا ہوں.... یعنی اَب چڑیا گھر کے بندر بھی میرے ساتھ اسی طرح پیش آئیں گے جیسے عام جنگلی بندر پیش آتے ہیں۔"

"یہ آخر بندروں کا کیا قصہ ہے....!"

"ارے یہ حرام زادے بچپن ہی سے مجھے چڑاتے آئے ہیں۔ تمہیں دیکھیں گے تو کچھ نہیں! جہاں مجھے دیکھا دانت نکال دیئے۔"

"ہمیشہ یہی ہوتا ہے.... آخر کیوں؟ میں نے ان کا کیا بگاڑا ہے.... میں نے کبھی کسی بندر کو ہشت بھی نہیں کہا!"

"آخر بتاؤ بھی تو کچھ....!"

"ہائیں تو کیا میں کتوں کی طرح بھونک رہا ہوں۔ بتا نہیں رہا اتنی دیر سے.... ارے یہ مجھے کہیں اور کسی حال میں نہ چھوڑیں گے۔ آج میں یہی سوچ کر یہاں آیا تھا کہ دیکھوں چڑیا گھر کے بندر تو مجھے فضول نہیں سمجھتے۔"

"لیکن اُن کی طرف سے بھی مایوسی ہوئی....!" لڑکی نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"یقیناً ہوئی....!" عمران میز پر ہاتھ مار کر بولا۔ "اور اب میں نے تہیہ کر لیا ہے ہر بندر کو اپنا دشمن سمجھوں گا خواہ وہ دنیا کے کسی گوشے میں ہو....!"

"تمہارا نام کیا ہے....!"

"تفضّل....! کنور تفضّل سمجھتی ہو نا! یعنی کہ پرنس....!"

"پرنس....!" لڑکی نے حیرت سے دہرایا۔

"ہاں.... ہاں.... پرنس.... میری ریاست بہت بڑی ہے.... اور ہم لوگ مرغی والے

نواب کہلاتے ہیں۔"

"مرغی والے کیوں؟"

"ہمارے محل میں پانچ ہزار مرغیاں ہیں! مرغیاں پالنا ہماری خاندانی ہابی ہے! سارے بزرگ شروع ہی سے مرغیاں پالتے چلے آئے ہیں۔"

"بڑی گندی ہابی ہے۔"

"اے.... خبردار.... زبان سنبھال کر.... ہماری مرغیاں مخمل پر چلتی ہیں! کبھی خواب میں بھی تم نے شاہی مرغیاں نہ دیکھی ہوں گی۔"

"مجھے خواب سے بھی نفرت ہو جائے اگر مرغیاں نظر آ جائیں۔"

"تب ہم کبھی دوست نہ بن سکیں گے۔" عمران نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔ "مجھے ایسے لوگ پسند نہیں ہیں جن کے خیالات سے مرغی پسندوں کے جذبات کو ٹھیس لگے۔"

"ختم کرو.... میں نے یہ پوچھا تھا کہ چائے پیو گے یا کافی۔"

"چائے....!"

"لڑکی نے ویٹر سے چائے کے لئے کہا اور پھر عمران سے پوچھا۔

"تم کہاں رہتے ہو۔"

"گرینڈ ہوٹل میں....!"

"مستقل قیام اسی شہر میں رہتا ہے۔"

"جب تک کالج نہ بند ہو جائیں یہیں رہنا پڑے گا۔"

"پڑھتے ہو....!"

"لعنت ہے پڑھنے پر میرا دل نہیں لگتا۔ اسی لئے ہاسٹل چھوڑ کر گرینڈ میں چلا آیا ہوں۔ کلاسوں میں پراکسی ہو جاتی ہے۔ پراکسی کرنے والوں کو دو سو روپے ماہوار دینے پڑتے ہیں۔"

"اس سے کیا فائدہ پڑھنے میں دل نہیں لگتا تو گھر واپس چلے جاؤ۔"

"وہ اور زیادہ بڑی مصیبت ثابت ہو گی۔ ریاست کا کام دیکھنا پڑے گا۔"

"ہوں! تو تم کاہل بھی ہو....!"

"کیا....!" عمران کو پھر غصہ آ گیا اور تھوڑی دیر تک گھورتے رہنے کے بعد بولا۔ "تم یقیناً ان بندروں کی رشتہ دار ہو.... میں اسے برداشت نہیں کر سکتا۔"

"ارے نہیں! میرا یہ مطلب نہیں تھا۔ میں تو یہ کہہ رہی تھی کہ آخر تعلیم سے کیوں بھاگتے ہو۔"

"ارے یہ تعلیم ہے۔" عمران نے میز پر ہاتھ مار کر کہا۔ "کہ دوسروں کی بے تکی بکواس پڑھو.... اور یاد رکھو.... پھر امتحان دو.... اور وہ بے تکی بکواس یاد نہ آئے تو فیل ہو جاؤ.... نکو بنو.... لعنت ہے۔"

"بے تکی بکواس....!" لڑکی نے حیرت سے کہا۔

"یہ بکواس نہیں ہے تو اور کیا ہے کہ جب کوئل کوکتی ہے تو میرا دل ناچنے لگتا ہے.... دل ناچنے لگتا ہے.... ہاہا۔ دل اگر ناچنے لگے تو رستم کے بھتیجے کا بھی ہارٹ فیل ہو جائے.... اور کیا.... واہ.... دوسرے صاحب فرماتے ہیں.... چاروں طرف چٹکی ہوئی چاندنی.... کیا تھا.... لو بھئی بھول گیا۔ بہر حال ایسی ہی اوٹ پٹانگ باتیں ہوتی ہیں.... ارے ہاں.... مثلاً یہ سنو.... وہ ہیں نا بہت بڑے شاعر انگریزی کے جناب آکسفورڈ صاحب....!"

"آکسفورڈ...!" لڑکی نے حیرت سے دہرایا۔ "شاعروں میں یہ نام میرے لئے بالکل نیا ہے۔"

"نیا ہی ہوگا۔" عمران نے لاپروائی سے ہاتھ ہلا کر بولا "یہ صاحب نیچر کی دم میں نمدہ کسے رہتے ہیں.... اور بعض اوقات اس طرح سنک جاتے ہیں کہ ان سے دریا پہاڑ درخت.... چاند ستارے سبھی انگریزی میں باتیں کرنے لگتے ہیں۔"

"نیچر.... ارے.... ورڈز سورتھ تو نہیں....!" لڑکی نے کہا۔

"ہاں.... وہی.... وہی.... مجھے آکسفورڈ یاد آ رہا تھا.... آکسفورڈ تو لندن کے ایک چھاپے خانے کا نام ہے شائد.... جس میں ڈکشنریاں چھپتی ہیں۔"

"یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم ورڈز سورتھ کو نہیں سمجھ سکے۔"

"ارے تو ہوا کیا.... میرے والد صاحب تو سمجھتے ہی ہوں گے۔ پھر مجھے کیا ضرورت ہے کہ میں بھی اپنی ٹانگ اڑا دوں۔"

"نہیں ورڈز سورتھ جیسے شاعروں کو سمجھنا اور پسند کرنا سیکھو....!"

"ارے جاؤ! مجھے پاگل کتے نے کاٹا ہے کیا کہ خواہ مخواہ اپنا دماغ خراب کروں گا.... یہ ورڈز سورتھ کوئی پاگل آدمی تھا.... زندگی بھر کوئیلوں بلبلوں اور چکوروں کی باتیں کرتا رہا اس کی بجائے اگر صابن بنا کر بیچتا تو اس کی اولادیں بھی ہنری فورڈ کی اولادوں کی طرح مزے کرتیں۔ ارے اگر تمہیں کوئلیں پپیہے پسند ہیں تو دوسروں کو بور کرنے سے کیا فائدہ۔ چھوڑو.... ختم کرو! تم نے فضول باتیں چھیڑ دیں۔ مجھے اُن بندروں کے متعلق سوچنے دو جنہوں نے آج میری بقیہ زندگی بھی برباد کر کے رکھ دی۔"

لڑکی ہنس پڑی اور عمران پھر اُسے غصیلی نظروں سے گھورنے لگا۔

"تم آخر چاہتی کیا ہو....!" اُس نے کہا۔

"دوستی! میں تم سے دوستی کرنا چاہتی ہوں.... تم بے حد دلچسپ آدمی ہو۔"

"آدمی نہیں پرنس....!" عمران اکڑ کر بولا۔ "میری توہین نہ کرو۔ ورنہ میرا دماغ خراب ہو جائے گا۔ اور وہ کم بخت محفوظ ہی رہیں گے۔"

"کون...."

"بندر....!" عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔ "ابھی تک جس بندر نے بھی مجھے دیکھ کر دانت نکالے ہیں زندہ نہیں رہا۔ میں ایسے بندروں کو فوراً گولی مار دیتا ہوں۔ مگر سرکاری بندروں سے کیسے نپٹا جائے۔"

"سوچو کوئی تدبیر....!" لڑکی چائے انڈیلتی ہوئی بولی۔

"زہر....!" دفعتاً عمران کی آنکھیں چمکنے لگیں اور اُس نے دھیمی آواز میں کہا۔ "کل میں اپنے ساتھ زہریلے سیب لاؤں گا.... گڈ.... ویری فائن کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہو گی۔"

"رحم نہ آئے گا تمہیں اُن بے زبانوں پر....!"

"ہرگز نہیں....انہیں عقل کیوں نہیں آتی.... کیوں دانت نکالتے ہیں مجھے دیکھ کر۔ گویا میری کوئی وقعت ہی نہیں ہے اُن کی نظروں میں! نہیں میں ان کی حمایت میں ایک لفظ بھی نہ سن سکوں گا۔ براہِ مہربانی خاموش رہو۔"

"سنو....! میرا قیام رونیک میں ہے۔ اٹھائیسواں کمرہ اور میرا نام ہلینا ہے۔"

"ہلینا یہ بہت واہیات نام ہے۔ مجھے بالکل پسند نہیں آیا۔"

"کیا مطلب....!"

"مطلب یہ کہ تمہارا نام پودینہ کیوں نہیں ہے۔ تم بالکل پودینہ معلوم ہوتی ہو۔"

"پودینہ کیا؟"

"فارسی میں گلاب کے پھول کو کہتے ہیں۔"

"بڑے شریر ہو تم...!" لڑکی ہنس پڑی۔ "خیر یہ بتاؤ کہ گرینڈ میں تمہارے کمرے کا کیا نمبر ہے۔"

"نمبر میرے سیکریٹری کو معلوم ہو گا.... میں تو صرف وہاں سوتا ہوں.... ویسے تم وہاں کسی کو بھی پرنس تفضل کا حوالہ دے کر میرے کمرے کا نمبر معلوم کر سکو گی۔"

"تم سچ مچ عجیب ہو۔ کیا سارے شہزادے ایسے ہی ہوتے ہیں۔"

"نہیں اکثر مجھ سے بھی زیادہ خوبصورت ہوتے ہیں۔"

"میں خوبصورتی کی بات نہیں کر رہی۔۔۔۔!" لڑکی چڑ گئی۔

"پھر۔۔۔۔!"

"کچھ نہیں! فی الحال خاموشی سے چائے پیو۔۔۔۔!"

عمران خاموش ہو گیا۔۔۔۔ اُس کی چہرے پر اب بھی حماقت ہی طاری تھی۔ لڑکی نے کچھ دیر بعد کہا۔ "میں کچھ دن یہاں ٹھہروں گی۔ کیوں نہ ہم روز ملتے رہیں!"

"بہت مشکل ہے۔ کیونکہ میں ایک مشغول آدمی ہوں۔"

"کیا مشغولیت رہتی ہے۔۔۔۔!"

"ارے۔۔۔۔ واہ۔۔۔۔ یہ سب کچھ تمہیں کیسے بتادوں۔"

"ہم دوست ہیں نا۔۔۔۔!"

"نہیں۔۔۔۔ ابھی نہیں۔۔۔۔ اتنی جلدی دوستی کیسے ہو سکتی ہے۔"

"پھر ہم دونوں یہاں کیوں بیٹھے ہوئے ہیں۔"

عمران نے پیالی ہاتھ سے رکھ دی چند لمحے اسے غصیلی نظروں سے دیکھتا رہا اور پھر اٹھتا ہوا بولا۔ "کیا میں نے کہا تھا کہ میرے ساتھ بیٹھو۔۔۔۔ تم بڑی دیر سے میری توہین کئے جا رہی ہو۔۔۔۔ لعنت ہے۔۔۔۔!"

وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔ لڑکی بھی چائے چھوڑ کر اٹھ گئی اس نے جلدی جلدی کاؤنٹر پر چائے کی قیمت ادا کی اور عمران کے پیچھے دوڑنے لگی جو کافی دور نکل گیا تھا۔

"ٹھفزل۔۔۔۔ ٹھفزل۔۔۔۔ ٹھہر۔۔۔۔ ٹھہرو۔۔۔۔ پرنس۔۔۔۔ پرنس۔۔۔۔!" اُس نے آواز دی۔

ٹھفزل رک گیا۔۔۔۔ رکنا ہی تھا۔

"نہیں جاؤ۔۔۔۔!" وہ مڑ کر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "چلی جاؤ۔ میرا مذاق نہ اڑاؤ۔۔۔۔ سب مجھے الو سمجھتے ہیں۔۔۔۔ کسی نے بھی مجھے سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔"

"نہیں ڈیئر۔۔۔۔!" وہ اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر چمکارتی ہوئی بولی۔ "میں تمہیں سمجھنے کی کوشش کروں گی۔ غصہ تھوک دو۔۔۔۔ ٹھفزل ڈیئر!"

"ہاں ٹھفزل۔۔۔۔ یہ کیا ہے۔"

"تمہارا نام۔۔۔۔!"

"تفضّل۔۔۔۔ میرا نام تفضّل ہے اور میں اپنے نام کے سلسلے میں بھی بہت جذباتی ہوں۔"

"مجھ سے نہیں بنتا۔" لڑکی نے بے بسی سے کہا۔ "کوئی فرانسیسی لڑکی ہی تمہارا نام صحیح لے سکتی ہے۔ میں انگریز ہوں۔"

"میں تو یوریشین سمجھا تھا۔"

"نہیں.... میں خالص انگریز ہوں....!"

"خالص انگریز اور خالص السیشین کتے مجھے بہت پسند ہیں۔"

"کیا مطلب! کیا اب تم میری توہین کرو گے۔"

"نہیں تو....!" عمران نے حیرت سے کہا۔ "میں نے تو کوئی ایسی بات نہیں کہی۔"

"اچھا.... ختم کرو.... میرے ساتھ میرے ہوٹل میں چلو۔"

"چلو....!" عمران ہاتھ جھلا کر آگے بڑھتا ہوا بولا۔

وہ پارک کے پھاٹک پر پہنچے اور پھر پیدل ہی چلتے رہے۔ بس لڑکی جدھر جا رہی تھی اُدھر ہی عمران بھی چل رہا.... وہ اُسے ایک پبلک ٹیلی فون بوتھ کے قریب لائی۔

"مجھے ایک ضروری کال کرنی ہے۔" اُس نے عمران سے کہا۔ "تم دو منٹ کیلئے ٹھہر جاؤ۔"

لڑکی اندر چلی گئی اور عمران بوتھ کے قریب کھسک گیا بوتھ کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اس لئے عمران اُس کی آواز صاف سن سکتا تھا۔

"سرخ گلاب....!" اُس نے شائد دوسری طرف سے استفسار کے جواب میں کہا تھا۔ پھر عمران نے اُسے جولیانا فٹنر واٹر کا پتہ دہراتے ہوئے سنا۔

اُس نے ایک طویل سانس لی کیونکہ یہ اُس کے نظریہ کی تائید تھی۔ یعنی اس سازش کی پشت پر جو کوئی بھی تھا ابھی تک صرف ٹیلی فون ہی ٹیپ کرتا رہا تھا اور ایکس ٹو کے ساتھیوں کو پہچاننے کے لئے اس قسم کی حرکتیں کی تھیں.... تو پھر اس نے جو نتائج اخذ کئے تھے وہ بھی درست ہو سکتے تھے یعنی جولیا، صفدر اور تنویر کے علاوہ.... وہ ابھی تک کسی چوتھے آدمی کا نہ تو فون نمبر معلوم کر سکا تھا اور نہ پتہ.... مگر وہ اس خیال پر قائم نہ رہ سکا کیونکہ اس کے برعکس بھی ہو سکتا تھا۔ کیا یہ ممکن نہیں تھا کہ اُس کے ماتحتوں میں صرف یہی تین ایسے رہ گئے ہوں جن کا پتہ اُس نامعلوم آدمی نے اب لگایا ہو بقیہ لوگ پہلے ہی اس کی نظر میں آچکے تھے....

"آؤ.... اب چلیں!" وہ بوتھ سے نکل کر بولی.... اور عمران پھر اُس کے ساتھ چلنے لگا۔

◆

عمران بلینا کے ساتھ رونیک میں اُس کا کمرہ بھی دیکھ آیا اور اب اُسے فکر تھی کہ کسی طرح گرینڈ میں اُسے بھی دو کمرے ملنے چاہئیں۔ ایک سیکریٹری کا انتظام کرنا بھی ضروری تھا۔ مگر سیکریٹری کے فرائض کون انجام دیتا۔ خاور نعمانی اور صدیقی کی پوزیشن مشتبہ تھی۔ اُن کے متعلق اُس نے پہلے ہی سوچا تھا کہ ممکن ہے وہ تینوں اس نامعلوم اور پُر اسرار آدمی کی نظروں میں آچکے ہوں.... بلیک زیرو کو وہ الگ ہی رکھنا چاہتا تھا۔ روشی بحیثیت جولیانا فٹنر واٹر اُس کے مکان میں مقیم تھی.... اور اب جولیا کا رول اُسے ہی ادا کرنا تھا۔

جولیا کے متعلق اُسے یقین تو ہو گیا تھا کہ وہ صرف اُس آدمی کے احکامات یا پیغامات ہی فون پر ریسیو کرتی رہی تھی۔ اُس کی نظروں میں نہیں آئی تھی۔ مگر عمران اُسے اپنی سیکریٹری کی حیثیت سے گرینڈ میں نہیں رکھنا چاہتا تھا۔ اسکیم کے مطابق اُسے کسی مرد کی تلاش تھی۔

گرینڈ میں اُسے دو کمرے مل گئے۔ لیکن سیکریٹری کا مسئلہ حل نہ ہو سکا۔

اُسی شام کو اُس نے ایک پبلک ٹیلی فون بوتھ سے بلیک زیرو سے رابطہ قائم کر کے اُسے ہدایت دی کہ وہ رونیک میں بلینا پر نظر رکھے.... کیونکہ فی الحال وہی ایک ایسی ہستی نظروں میں تھی جس کے ذریعہ اُس پُر اسرار آدمی تک پہنچنے کے امکانات تھے جو ایکس ٹو اور اس کے ساتھیوں کو بے نقاب کر دینے کی فکر میں تھا۔

روشی کو تو اُس نے سب کچھ سمجھا ہی دیا تھا اور وہ خود بھی اتنی ذہین تو تھی ہی کہ اپنے دماغ سے بھی کچھ کام لے سکتی۔

اُس رات عمران صرف ٹیلی فون ہی کے ذریعے حالات کا جائزہ لیتا رہا۔

اُس نے سلیمان کو بھی فون پر ہدایت دی تھی کہ اگر اُسے روشی کی طرف سے کوئی پیغام ملے تو وہ گرینڈ ہوٹل تک پہنچا دیا جائے۔ لہٰذا صبح ہی صبح سلیمان ایک لفافہ لے کر گرینڈ آپہنچا۔ لفافہ روشی ہی کی طرف سے تھا۔

روشی نے خط لکھا تھا۔

”میرا خیال ہے کہ صدیقی نعمانی اور خاور اُس کی نظروں میں ابھی تک نہیں آئے کیونکہ۔ اُس نے پچھلی رات مجھ سے فون پر اُن کے متعلق کہا تھا کہ بقیہ آدمی کہاں مر گئے۔ میں انہیں برابر فون کر رہا ہوں لیکن جواب نہیں ملتا۔ میں نے کہا کہ یہی حال میرا بھی ہے۔ میں نے ایک بجے ضرورت کے تحت اُن میں سے ایک کو فون کیا تھا لیکن جواب نہیں ملا۔ اس پر اُس نے کہا کہ ابھی اور اسی وقت ان کے گھروں پر جا کر پتہ لگاؤ۔ کیا بات ہے۔ میں نے کہا کہ میری طبیعت خراب ہے کیا آپ میری آواز کے بھاری پن سے اندازہ نہیں کر سکتے۔ مجھے بہت شدید زکام ہو گیا ہے اور ہلکا سا بخار بھی ہے۔ میں کل صبح نو بجے اس مہم پر نکلوں گی.... اُس نے اُسے منظور کر لیا ہے۔ واقعی عمران تم بروقت چونکے اور اس سازش سے آگاہ ہو گئے اگر تم جولیا کو یہاں سے نہ ہٹاتے تو میرا خیال ہے کہ وہ سب کے سب اُس نامعلوم آدمی کی نظروں میں آگئے ہوتے جو تمہاری ہی طرح پُراسرار معلوم ہوتا ہے۔ اب تمہیں جو کچھ بھی کرنا ہے نو بجے سے پہلے کر ڈالو۔ میرا خیال ہے کہ مجھے اُن تینوں کے گھروں کی طرف ضرور جانا چاہئے۔ لیکن اس سے قبل ہی اِن تینوں کا وہاں سے غائب ہو جانا لازمی ہے۔ بعد کی باتیں پھر سوچیں گے۔“

عمران نے خط ختم کر کے سر ہلایا۔ وہ روشی کی تجویز سے متفق تھا۔ اگر وہ اس کا مشورہ نہ دیتی تب بھی عمران یہی کرتا۔ لیکن اُسے خوشی تھی کہ روشی ہی نے اپنی ذہانت سے کام لے کر خود بھی یہی فیصلہ کیا تھا۔

عمران نے آٹھ ہی بجے تک خاور صدیقی اور نعمانی کو گرینڈ میں طلب کر کے سارے حالات سے آگاہ کرتے ہوئے کہا۔ ”ایکس ٹو نے یہ مہم میرے سپرد کی ہے۔“

”آپ کے علاوہ اور کوئی اس لائق بھی نہیں تھا۔“ خاور نے ہنس کر کہا مگر پھر سنجیدگی سے بولا۔ ”صفدر کا کیا ہوگا۔“

”مجبوری ہے! اُن لوگوں نے اُسے پاگل خانے تو بھجوایا ہے لیکن وہاں سے نکال لینے کی قوت نہیں رکھتے اس لئے.... فی الحال اس بیچارے کو وہیں رہنا پڑے گا۔ اُس کے نکلنے کا یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ ایکس ٹو ان حالات سے آگاہ ہو گیا ہے۔ اگر اُس آدمی نے یہ سمجھ لیا تو مشکل ہی سے ہاتھ آ سکے گا۔ میرا خیال ہے کہ وہ بھی ایکس ٹو ہی کی طرح پُراسرار ہے۔“

”پھر اب ہمیں کیا کرنا چاہئے....!“ صدیقی نے پوچھا۔

”گھروں کا خیال بالکل ترک کر دو! اب تمہیں وہاں نہیں واپس جانا! روشی البتہ وہاں چکر لگائے گی.... خاور یہیں میرے ساتھ رہیں گے! اور تم دونوں مختلف ہوٹلوں میں قیام کر کے

مجھے پتوں سے آگاہ کر دینا۔ ایکس ٹو ملٹری کی سیکرٹ سروس سے تین آدمی طلب کر کے تمہارے گھروں میں ٹھہرائے گا.... پھر اس کے بعد ہم دیکھیں گے کہ کیا کر سکتے ہیں۔"

عمران کی اس تجویز سے کسی نے بھی اختلاف نہیں کیا۔

خاور کچھ دیر بعد عمران کے ساتھ ڈائیننگ ہال میں نظر آیا جو اب اُس کے سیکریٹری کے فرائض انجام دے رہا تھا۔

◆

روشی آرام کرسی پر نیم دراز کسی انگریزی ماہنامے کی ورق گردانی کر رہی تھی۔ دفعتاً فون کی گھنٹی بجی اور اُس نے ریسیور اٹھالیا۔

"ہیلو....! جولیا....!" دوسری طرف سے ایکس ٹو کی سی بھرائی ہوئی آواز آئی۔

"یس سر....!" روشی نے کہا اور کھانسنے لگی۔

"کچھ پتہ نہیں چل سکا جناب! تین کے مکان مقفل ہیں۔ تنویر کے متعلق تو میں پہلے ہی بتا چکی ہوں کہ اس سے گفتگو ہوئی تھی.... اور صفدر کو آپ ہی پاگل خانے بھجوا چکے ہیں۔"

"آخر یہ تینوں کہاں غائب ہو گئے۔"

"میں کیا عرض کر سکتی ہوں جناب۔ مگر حیرت ہے کہ وہ آپکو اطلاع دیئے بغیر کہاں چلے گئے۔"

"میں سمجھتا ہوں سب سمجھتا ہوں۔ دیکھو اب تم مجھے پرانے نمبروں پر مت رنگ کرنا.... یہ نمبر نوٹ کرو! تھری تھری ایکسٹینشن تھری!"

"بہت بہتر جناب!"

"یہاں کچھ غیر ملکی جاسوسوں نے اپنا جال پھیلایا ہے۔ اس لئے ہر وقت ہوشیار رہو۔ مجھے شبہ ہے میرا پچھلا فون ٹیپ کیا جارہا ہے.... اور تم یقین رکھو کہ میں نے صفدر کو پاگل بن جانے کا مشورہ ہرگز نہیں دیا تھا۔ تم کہتی ہو کہ اس سلسلے میں تم مجھ سے پہلے بھی گفتگو کر چکی ہو اور میں نے اس کا اعتراف کیا تھا کہ صفدر کو ایک مقصد کے تحت پاگل خانے بھجوایا گیا ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ قطعی غلط ہے۔ مجھ سے اس سلسلے میں تم نے کوئی گفتگو نہیں کی تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ کسی نے میری آواز کی نقل اتارنے کی کوشش کی تھی لہذا تم دھوکہ کھا گئیں۔ اب اسی سے

اندازہ کرلو کہ حالات کیا ہوں گے۔ مجھے خوف ہے کہ کہیں وہ تینوں بھی ایسے ہی کسی حادثے کا شکار نہ ہوئے ہوں۔“

”آپ مجھے ایک حیرت انگیز بات بتا رہے ہیں جناب....!“

”ہاں.... ایسے ہی حالات ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ میں اپنے ماتحتوں کو ایسی صورت میں بہت زیادہ محتاط دیکھنا چاہتا ہوں۔“

روشی نے مسکرا کر سر کو خفیف سی جنبش دی اور یک بیک بُری طرح کھانسنے لگی۔

”کیوں! تمہیں بہت تیزی سے کھانسی آ رہی ہے۔“

”میں بیمار ہوں جناب۔“ روشی نے ہانپتے ہوئے کہا۔

”اپنی صحت کا خیال رکھو!“

”بہت بہت شکریہ جناب!“ روشی مسکرائی اور پھر دو تین بار کھانس کر بولی۔ ”علاج کر رہی ہوں۔“

”میرا خیال ہے کہ تم تنویر کو تو کم از کم اس سازش سے آگاہ ہی کر دو! مگر فون مت استعمال کرنا۔“

”میں سمجھتی ہوں جناب۔ میں اُسے یہیں بلا لوں گی۔“ روشی نے کہا۔

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔ روشی ریسیور رکھ کر اپنا گلا مسلنے لگی۔

خواہ مخواہ کھانسنے کی وجہ سے حلق میں خراش سی پڑ گئی تھی۔

تقریباً پانچ منٹ ٹھہر کر اُس نے تنویر کے نمبر ڈائیل کئے اور ماؤتھ پیس میں کھانسنے لگی۔

تنویر دوسری طرف سے ہلو ہلو کہتا رہا۔

”میں جولیانا ہوں....!“ روشی ہانپتی ہوئی بولی۔

”جولیا....!“ تنویر کے لہجے میں حیرت تھی۔ ”یہ تمہاری آواز کو کیا ہو گیا ہے۔“

”میں بہت بیمار ہوں تنویر! فوراً آ جاؤ۔“

”اچھا....!“ تنویر کے لہجے میں تحیر باقی تھا۔

روشی نے سلسلہ منقطع کر دیا اور پھر آرام کرسی میں گر گئی۔

* * *

خاور بارعب چہرے والا ایک بھاری بھرکم آدمی تھا۔ محض اُسی وجہ سے گرینڈ میں کسی پرنس

تفضّل کا شہرہ بہت جلد ہو گیا۔ لیکن پرنس تفضّل کو دیکھ کر لوگوں کو بے حد مایوسی ہوئی تھی کیونکہ وہ کافی وجیہہ ہونے کے باوجود بھی بالکل چغد معلوم ہوتا تھا.... اُس سے حماقتیں بھی سرزد ہوتی تھیں اب اسی وقت اُس نے ڈائینگ ہال میں ایک ویٹر کو پکڑ لیا تھا۔

ویٹر نے بڑی مشکل سے اپنی گردن چھڑائی اور اُس کے لئے کافی لینے چلا گیا۔ خاور قریب ہی کی دوسری میز پر تھا اور کوشش کر رہا تھا کہ اُسے ہنسی نہ آئے۔

کچھ دیر بعد بلینا نے فون پر عمران سے کہا تھا کہ وہ اُس سے ملنے کے لئے آ رہی ہے لہٰذا اُسے چاہئے کہ وہ ڈائینگ ہال میں اُس کا انتظار کرے۔

انتظار اپنی جگہ پر.... مگر اُس میز کا ویٹر بہت بُری طرح بور ہو رہا تھا۔

کچھ دیر بعد بلینا ہال میں نظر آئی اور عمران ایسا بن گیا جیسے اُس پر نظر ہی نہ پڑی ہو۔

وہ تیر کی طرح اُس کی میز کی طرف آئی۔

”ہیلو پرنس....!“ اُس نے گرم جوشی سے اسے مخاطب کیا۔ لیکن عمران اس طرح اچھل پڑا جیسے کسی نے غفلت میں چپت رسید کر دی ہو۔

”او ہاں.... ہاہا.... بیٹھو.... بیٹھو....!“ اُس نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

”تمہارا غصہ ٹھنڈا ہوا یا نہیں....!“

”کیسا.... غصہ....!“

”بندروں کے متعلق....!“

”سیکریٹری....!“ عمران خاور کی طرف مڑ کر بولا۔

”یس سر....!“ خاور اٹھ کر تعظیماً جھکا۔

”ادھر آؤ....!“ عمران نے میز پر ہاتھ مار کر کہا۔

خاور میز کے قریب آ گیا۔

”بیٹھ جاؤ....!“

خاور ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اُس کے چہرے پر خوف اور تعظیم کے ملے جلے آثار نظر آ رہے تھے۔

”چڑیا گھر کے بندروں کے متعلق تم نے کیا سوچا۔“

”فی الحال ارادہ ہے کہ چڑیا گھر کے منتظم کو ایک نوٹس دیا جائے۔“

”ٹھیک ہے! مگر اس سے کیا ہوگا۔“

”وہ دیکھئے.... بات دراصل یہ ہے۔“

"کہ تم نکمے اور کام چور ہو۔" عمران نے غصیلے لہجے میں جملہ پورا کیا اور پھر چند لمحے خاور کو گھورتے رہنے کے بعد بولا۔ "کیا یہ تمہارا فرض نہیں ہے کہ ہمارے لئے آسائشیں بہم پہنچاؤ۔"

"یقیناً! حضور والا....!"

"اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ ہم بندروں کو اپنا ازلی دشمن تصور کرتے ہیں۔"

"مجھے علم ہے.... والا جاہ....!"

"چڑیا گھر کے بندروں کو چوبیس گھنٹے کے اندر اندر ختم ہو جانا چاہئے سمجھے!"

"میں بھی کچھ کہوں!" یک بیک ہلینا بولی۔

"ابھی نہیں....!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "ابھی ہم سرکاری گفتگو میں مصروف ہیں۔ ہاں سیکریٹری کیا تم یہ چاہتے ہو کہ ہم تمہیں ڈس مس کر دیں۔"

"نہیں جناب عالی میں مرتے دم تک آپ کی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔"

"تم کیا کرو گے؟"

خاور نے سر جھکا لیا۔

عمران نے پھر کہا۔ "جاؤ! اپنے کمرے میں جاؤ۔ پھر سوچو کہ تمہیں اس سلسلے میں کیا کرنا چاہئے۔ صرف دو گھنٹے کی مہلت ہے۔"

خاور اٹھ کر تعظیماً جھکا اور چپ چاپ آگے بڑھ گیا۔ ہلینا اُسے جاتے دیکھتی رہی۔ پھر عمران کو مخاطب کر کے بولی۔

"او.... پرنس تم واقعی اپنے ملازموں کے لئے دردسر بن جاتے ہو گے۔"

"کیا مطلب؟"

"خواہ مخواہ اُس بیچارے کو ڈانٹ پھٹکار کر رکھ دیا۔"

"ارے تو کیا گدھوں کو سر پر بٹھاؤں جو بندروں کا مسئلہ بھی حل کرنے کے قابل نہ ہوں۔"

"اُفوہ! میں نے کہاں سے یہ تذکرہ چھیڑ دیا۔"

"میں خوب سمجھتا ہوں۔ تم بھید لینے آئی ہو۔ میں کہتا ہوں اگر ساری دنیا ایک طرف ہو کر بندروں کی حمائتی بن جائے تب بھی میں اپنا ارادہ نہیں بدلوں گا۔ تم نے سمجھا کیا ہے۔"

"لو! اب مجھ پر الٹ پڑے۔" ہلینا ہنسنے لگی۔

"اس طرح مت ہنسا کرو۔ مجھے بندروں کے دانت یاد آجاتے ہیں۔"

"ارے ارے! اب کیا میرے پیچھے پڑو گے۔"

عمران کسی سوچ میں پڑ گیا اُس کے چہرے پر الجھن کے آثار صاف پڑھے جا سکتے تھے۔ وہ تھوڑی دیر تک خاموش بیٹھا رہا۔ پھر بے چینی سے پہلو بدلتے ہوئے کہا۔ ”میرا خیال ہے کہ وقت سے پہلے پیدا ہو گیا ہوں!“

”کیوں؟“

”اب کیا جانوں کہ کیوں پیدا ہو گیا ہوں۔ اگر اپنی پیدائش روک دینا میرے بس میں ہوتا تو آج دنیا کا نقشہ ہی اور ہوتا۔“

”میں نے پوچھا کہ تمہارے دل میں یہ خیال کیسے پیدا ہوا۔“ ہلینا نے کہا۔ اور پھر اس طرح خاموش ہو گئی جیسے یک بیک کسی خیال نے موجودہ موضوع کی طرف سے اُسکی ذہنی رو موڑ دی ہو۔

عمران نے بھی اُدھر نظر ڈالی جدھر وہ دیکھ رہی تھی۔

شائد وہ سفید فام غیر ملکی ابھی ابھی ہال میں داخل ہوا تھا جس کی آمد پر ہلینا یک بیک خاموش ہو گئی تھی۔

عمران پھر ہلینا سے مخاطب ہوا اور وہ گڑبڑا کر بولی۔ ”ہاں تو میں کیا کہہ رہی تھی....“

”اگر میری یادداشت اتنی ہی اچھی ہوتی تو میں کالج سے کیوں بھاگتا۔ تم شائد بند گوبھی کی کاشت کے متعلق کچھ کہہ رہی تھیں۔“

”مجھے بیوقوف نہ بناؤ۔“ لڑکی چڑ گئی۔

”اچھا....!“ عمران نے سعادت مندانہ انداز میں سر ہلا دیا۔

عمران نے اُس کے چہرے پر الجھنوں کے آثار صاف پڑھے۔ لڑکی اب عمران ہی کی طرف متوجہ ہو گئی تھی مگر بار بار کنکھیوں سے اُس طرف دیکھنے لگی تھی جہاں وہ غیر ملکی بیٹھا ہوا تھا ورنہ اُسکے چہرے پر اضطراب ہی تھا۔ انداز بالکل بے تعلقانہ تھا جیسے اُس کا کوئی شناسا یہاں موجود ہی نہ ہو۔

ویٹر کافی لایا۔

”ہمیں یہ فن نہیں آتا....!“ عمران نے لڑکی کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

اور ہلینا اس طرح چونک پڑی جیسے کسی اور کی موجودگی کا خیال ہی نہ رہا ہو۔

”آپ کو کوئی اعتراض تو نہ ہوگا اگر میں اپنے کسی دوست کو اس میز پر بلا لوں۔“ اُس نے جلدی سے کہا۔

”مرد ہے....!“ عمران نے ناک بھوں چڑھا کر پوچھا۔

”ہاں....!“

"نائیں.... نائیں.... جس میز پر کوئی لڑکی موجود ہو اُس پر ہم اپنے علاوہ اور کسی مرد کا وجود نہیں برداشت کر سکتے۔ قطعی نہیں.... اس سلسلے میں ہم اکثر اپنے والد نامدار سے بھی جھگڑا کر بیٹھے ہیں....!"

"والد سے جھگڑا....؟"

"ہاں.... مثلاً.... خیر.... ہاں.... ارے.... کیا یہی ہے تمہارا دوست....!"

ہلینا چونک کر مڑی۔ وہی سفید فام غیر ملکی میز کے قریب کھڑا عمران کو گھور رہا تھا۔

ٹھیک اُسی وقت خاور بھی وہاں پہنچ گیا۔

"سوچ لیا.... یور ہائی نس...." اُس نے بڑے ادب سے کہا۔

"کیا سوچ لیا....!"

"میں اسٹیٹ سے پانچ آدمیوں کو طلب کروں گا۔"

"کیوں....؟"

"اُنکی ڈیوٹی ہوگی کہ وہ دن بھر کٹہروں کے سامنے کھڑے ہو کر بندروں کو منہ چڑھایا کریں!"

"گڈ....!" عمران اچھل پڑا۔ "ویری فائن! سکریٹری ہم تم سے بے حد خوش ہوئے ہیں۔ جاؤ اپنی میز پر بیٹھو....!"

خاور میز کے پاس سے ہٹ گیا۔ دونوں نے انگریزی ہی میں گفتگو کی تھی اور اب وہ غیر ملکی اجنبی عمران کو عجیب نظروں سے گھور رہا تھا۔

"اوہ.... بیٹھو.... روجر.... یہ پرنس تفضّل ہیں.... بہت دلچسپ آدمی.... اور یہ روجر فلیمنگ میرے دوست....!"

اجنبی نے عمران کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔ عمران نے ہاتھ تو بڑھایا لیکن وہ اتنا ڈھیلا تھا کہ روجر کو یہی محسوس ہوا ہوگا جیسے کوئی مردہ چوہا ہاتھ میں آگیا ہو۔

"بیٹھیے.... بیٹھیے جناب....!" عمران بولا۔ "ہم آپ سے مل کر بے حد خوش ہوئے مس ملینا کے دوست ہمارے دوست بھی ہو سکتے ہیں!"

"ہلینا ہے میرا نام.... ہلینا....!"

"ہمیں افسوس ہے! بچپن میں ایک بار ہم اونٹ پر سے گر کر بیہوش ہو گئے تھے اُس کے بعد سے ہمیں نام صحیح نہیں یاد رہتے۔"

"اوہ.... دیکھو....!" روجر نے ہلینا سے کہا۔ "ہمیں کچھ ضروری کام کرنے تھے۔ وقت کم

ہے اس لئے فی الحال پرنس سے معذرت کرلو تو بہتر ہے۔ بس میں اتفاقاً ہی ادھر نکل آیا تھا اس کے بعد میں تمہاری طرف جاتا۔“

عمران نے بلینا کی آنکھوں میں نفرت کا ہلکا سا سایہ دیکھا اور پھر وہ یک بیک مسکرا پڑی۔

”اوہاں! ہمیں تحائف دینے کے لئے شاپنگ کرنی تھی۔ اچھا پرنس میں پھر تم سے ملوں گی فی الحال اجازت دو.....!“

”مگر ہم شائد کافی پینے جارہے تھے۔“ عمران نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

”میری کافی تم پر اُدھار رہی.... اچھا.... ٹاٹا!“

وہ دونوں اٹھ گئے اور عمران جھلا کر خاور کی طرف مڑا۔

”کافی بناؤ....!“ وہ غصیلی آواز میں بولا۔

خاور میز کے قریب آگیا۔ وہ دونوں آمد و رفت کے دروازے کی طرف بڑھ رہے تھے۔ عمران نے ایک گوشے سے بلیک زیرو کو اٹھتے دیکھا۔ وہ شائد بلینا کا تعاقب کرتا ہوا یہاں تک پہنچا تھا.... عمران نے ایک طویل سانس لی۔ خاور سے بولا۔ ”شائد یہ اس سے بے خبر تھی کہ روجر اُس کا تعاقب کرتا ہوا یہاں پہنچا ہے۔“

خاور جھکا ہوا پیالیوں میں کافی انڈیل رہا تھا۔ اُس نے کہا۔ ”کیا یہ آدمی روجر بھی پہلے ہی سے آپ کی نظروں میں رہا ہے۔“

”نہیں....! یہ اسی وقت کی دریافت ہے۔ بیٹھ جاؤ پیارے سیکریٹری میں اس وقت بہت اُداس ہوں۔“

”کیوں....؟“ خاور ہنس پڑا۔

”ہائیں! اب تم بھی مجھے بندروں کی طرح چڑھانے لگے۔“

”یہ بندروں والا لطیفہ بھی خوب رہا۔“

”لطیفہ نہیں بلکہ یہ حقیقت ہے۔“ عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

”جب بندر مجھ پر دانت نکالتے ہیں تو میں خود کو بالکل گدھا محسوس کرنے لگتا ہوں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں اُس کا جواب کیسے دوں۔ بس یہی دل چاہتا ہے کہ میں بھی دانت نکال دوں۔“

”بس ختم کیجئے۔ میں بلینا نہیں ہوں۔ میرا خیال ہے کہ اُس نے بھی روجر کی موجودگی پسند نہیں کی تھی۔“

”ہاں میں بھی یہی سوچ رہا ہوں.... مگر....!“

عمران خاموش ہو گیا۔ خاور اس کی طرف مستفسرانہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"آپ نے شائد اپنا جملہ پورا نہیں کیا؟" اُس نے کچھ دیر بعد کہا۔

"وہ جملہ پورا کیئے جانے کے قابل ہی نہ رہا ہو گا۔ خیر دوسرا پُر بہار جملہ سنو! وہ یہ کہ تنویر کو کسی طرح قابو میں رکھا جائے۔ میرا دعویٰ ہے کہ وہ اس موقع پر پھر ایکس ٹو تک پہنچ جانے کے خبط میں مبتلا ہو جائے گا۔"

"لیکن اس طرح ہمارا کھیل بگڑ بھی سکتا ہے۔"

"نہیں تنویر اس کی ہمت نہیں کر سکتا۔"

"لیکن اگر کوئی عورت ہمت دلائے.... تو....!"

"کیا آپ کا اشارہ جولیا کی طرف ہے۔"

"یقیناً....!"

"میں نہیں سوچ سکتا کہ اس موقع پر وہ ایسی کسی حماقت کی مرتکب ہو گی۔"

"میں سوچ سکتا ہوں۔ کیونکہ میں نے اُسے بہت قریب سے دیکھا ہے۔"

"دوسرا جملہ....!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "یہ آدمی بھی پاگل ہی معلوم ہوتا ہے جس نے اس قسم کی حرکتیں شروع کی ہیں۔ کیا وہ یہ سمجھتا ہے کہ ایکس ٹو اس سازش سے بے خبر ہی رہے گا۔"

"یہی تو میں بھی سوچتا رہا ہوں۔"

"سوچتے رہو....!" عمران نے کہا اور کافی پینے لگا۔

پھر اس کے بعد وہ اپنے کمروں میں آ گئے۔ عمران سوچ رہا تھا کہ اس پر اسرار آدمی کا طریق کار بھی وہی معلوم ہوتا ہے جو خود اس کا ہے کیونکہ اُس دن اس پستہ قد آدمی نے جولیانا فٹنر واٹر کے متعلق معلومات حاصل کر کے ہلینا تک پہنچائی تھیں اور ہلینا نے بھی اُس کا پیغام فون ہی کے ذریعہ اس تک پہنچایا تھا۔

عمران سوچتا رہا اور چیونگم کے پیکٹ کھلتے رہے۔ تین بجے فون کی گھنٹی بجی اور عمران نے ریسیور اٹھا لیا۔ دوسری طرف سے بولنے والا بلیک زیرو تھا۔

"پرنس پلیز....!" وہ کہہ رہا تھا۔ "وہ دونوں اس وقت ٹپ ٹاپ میں ہیں۔ مرد اُس سے خفا معلوم ہوتا ہے دونوں کے درمیان آپ کے متعلق بہت تیز تیز گفتگو ہوئی ہے۔ مرد کہہ رہا تھا کہ اُسے محتاط رہنا چاہیئے۔ دیسی آدمیوں سے ملنے کی ضرورت نہیں خواہ وہ کوئی پرنس ہو یا کوئی معمولی آدمی! لڑکی اس پر کافی گرم ہو گئی تھی۔ اُس نے کہا تھا کہ اُس کی نجی زندگی سے کسی کو کوئی سروکار

نہ ہونا چاہئے۔ اُس نے صرف اپنی خدمات فروخت کی ہیں اپنا وجود نہیں بیچ ڈالا....!"

"پھر کیا ہوا....!" عمران نے پوچھا۔

"پھر مرد نے اُسے دھمکی دی تھی کہ اس کا نتیجہ اچھا نہیں ہو گا۔"

"تو وہ دونوں اب ٹپ ٹاپ ہی میں موجود ہیں۔"

"جی ہاں! دونوں نے ساتھ ہی بیئر پی ہے لیکن ایک دوسرے سے کبیدہ خاطر نظر آرہے ہیں۔ لڑکی بار بار اُس پر یہ ظاہر کر رہی ہے کہ وہ آپ سے ملتی رہے گی وہ اسے سمجھانے کی کوشش کر رہی ہے کہ اس سے اس کے فرائض کی انجام دہی میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ مرد پہلے تو اس سے جھگڑتا رہا تھا مگر پھر اُس نے اپنا رویہ یکلخت بدل بھی دیا تھا اور اُسے سمجھانے لگا تھا کہ وہ آدمی تو بالکل دو کوڑی کا معلوم ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ پرنس ہو لیکن بالکل احمق معلوم ہوتا ہے.... لیکن لڑکی پر شائد اس کا بھی اثر نہیں ہوا وہ بدستور اپنی بات پر اڑی ہوئی ہے۔"

"اب تم اُس مرد کا تعاقب کرنا! مجھے اس کی رہائش گاہ کا بھی علم ہونا چاہئے۔"

"بہت بہتر جناب۔"

"بس....!" عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

لیکن ابھی ریسیور رکھ کر ہٹا بھی نہیں تھا کہ پھر فون کی گھنٹی بجی اس بار دوسری طرف سے خاور تھا اور اُس نے ڈائننگ ہال سے رنگ کیا تھا۔

"کیا آپ ڈائننگ ہال میں آسکتے ہیں۔" اُس نے پوچھا۔

"کیا ڈائننگ ہال یہاں نہیں آسکتا؟" عمران کا لہجہ غصیلا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ یہاں کسی کو آپ کی تلاش ہے۔"

"تمہارا خیال غلط بھی ہو سکتا ہے۔ آخر وہ کون ہے۔"

"ایک.... دوسری سفید فام لڑکی۔ اُسے پرنس تھفرل کی تلاش ہے۔"

"ہام.... تو کھیل باقاعدہ شروع ہو گیا.... کیا اس نے میرا یہی نام لیا تھا۔"

"جی ہاں! یہی نام.... کیا میں اُسے آپ کے کمرے میں بھیج دوں۔"

"سیکریٹری....!"

"یس یور ہائی نس....!"

"تنہائی میں ہمیں عورتوں سے ہول آتا ہے... اسلئے تمہاری موجودگی بھی ضروری ہے۔"

"میرا خیال ہے کہ آپ کو ہول آنے کی بجائے اُس پر غصہ آئے گا۔ میں بھیج رہا ہوں۔"

”بھیجو.....!“ عمران مردہ سی آواز میں بولا۔

کچھ دیر بعد دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی اور عمران نے غرا کر کہا۔

”آجاؤ.....!“

دروازہ کھلا اور سفید فام لڑکی اندر داخل ہوئی۔

”کیا میں پرنس ٹھفرل سے ہم کلام ہونے کا شرف حاصل کر رہی ہوں۔“

”یقیناً.... یقیناً.... بالکل.....!“ عمران نے سر ہلا کر کہا۔ مگر پھر یک بیک سنجیدہ ہو گیا۔ وہ آنے والی کو گھور رہا تھا اور اب اُس کے چہرے پر حماقت کے آثار نہیں تھے۔

دفعتاً اُس نے خونخوار لہجے میں کہا۔ ”یہ کیا حرکت.....!“

”کیا مطلب.....!“

”کس گدھے نے تم سے کہا تھا کہ اتنے گھٹیا قسم کے میک اپ میں گھومتی پھرو..... اور پھر اس طرح یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی۔“

”میں اسے برداشت نہیں کر سکتی کہ روشی کو مجھ پر اہمیت دی جائے۔“

”جولیا..... میں آج کل تمہارا انچارج ہوں۔“

”ہوا کرو۔“ اُس نے لاپروائی ظاہر کرنے کے سے انداز میں اپنے شانوں کو جنبش دی۔

عمران اس جواب پر بُری طرح جھلا گیا تھا۔ لیکن وہ خاموش ہی رہا۔ جولیا ایک آرام کرسی میں گر گئی۔ وہ عمران کو گھور رہی تھی۔

”ایکس ٹو کون ہے۔“ اُس نے یک بیک پوچھا۔

”وہ کوئی گدھا ہی ہو گا۔ کیونکہ اُس کے ماتحت تم جیسے عقل مند لوگ ہیں۔“

”عمران میں کہتی ہوں اس سے بہتر موقع پھر ہاتھ نہ آئے گا۔“

”کیسا موقع.....!“

”ہم ایکس ٹو کی شخصیت سے واقف ہو سکتے ہیں۔“

”میری نظروں میں اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے کہ وہ کون ہے۔“

”یا تو تم جھوٹے ہو! یا اُس سے اچھی طرح واقف ہو۔!“

”دونوں ہی صورتوں میں تم میری ذات سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکو گی۔ اور اب اسے بھی سن لو کہ اب اگر تم نے میرے کہنے کے مطابق عمل نہ کیا تو کافی عرصہ تک پچھتاؤ گی۔“

”میں کام کر رہی ہوں کسی سے پیچھے نہیں رہی۔“

"تم کام بگاڑو گی اور اب سب سے پہلے تمہاری ہی گردن کٹے گی۔ "

"دیکھا جائے گا۔ "

"اچھی بات ہے۔ اب میں کچھ نہیں کہوں گا۔ "

"تم اُس لڑکی بلینا کے متعلق مجھ سے زیادہ نہیں جانتے۔ "

"جتنا بھی جانتا ہوں اُس سے زیادہ جاننا میری صحت کے لئے مضر ہو گا۔ "

"تو پھر میں تمہیں کچھ نہ بتاؤں۔ !"

"نوپ.... !"

"اچھا تو پھر میں جا رہی ہوں۔ "

"اور مجھے توقع ہے کہ خاموشی سے بیٹھو گی۔ ہم لوگوں سے ملنے کی کوشش نہ کرو گی۔ میرا مطلب ہے کہ میک اپ میں.... !"

"کیا واقعی تم میری معلومات سے فائدہ نہیں اٹھانا چاہتے۔ میں دراصل اس وقت اسی لئے آئی تھی کہ تمہیں بلینا کے متعلق کچھ بتاؤں۔ "

"اس کے علاوہ اور کیا بتاؤ گی کہ وہ اپنے ایک ساتھی سے جھگڑا کر بیٹھی ہے اور یہ جھگڑا ابھی کچھ دیر پہلے ٹپ ٹاپ کلب میں ہوا تھا۔ "

جولیا نے پلکیں جھپکائیں۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا.... تم میں سے کسی نے بھی اُس کا تعاقب نہیں کیا تھا۔ میرا خیال ہے کہ اس وقت خاور صدیقی اور نعمانی تمہارے ساتھ کام کر رہے ہیں! خاور یہیں تھا.... صدیقی اور نعمانی مجھے کہیں نظر نہیں آئے۔ "

"لیکن اُسے کیوں بھول جاتی ہو جو تمہیں کبھی نظر نہیں آیا.... !"

"ایکس ٹو.... !"

عمران کوئی جواب دینے کی بجائے چیونگم کا پیکٹ پھاڑنے لگا۔

"مجھے یقین ہے کہ تم اُس کی شخصیت سے واقف ہو۔ "

عمران پھر کچھ نہ بولا۔ اب وہ پھر احمق نظر آنے لگا تھا.... جولیا پہلے تو پُر سکون دکھائی دیتی رہی پھر اُس کے چہرے پر شدید ترین جھلاہٹ کے آثار نظر آنے لگے۔ لیکن وہ کچھ بولی نہیں۔ تھوڑی دیر تک عمران کو قہر آلود نظروں سے دیکھتی رہی پھر اٹھ کر چلی گئی۔ دروازہ کافی تیز آواز کے ساتھ بند ہوا تھا۔

کچھ دیر بعد فون کی گھنٹی بجی۔

”ہیلو۔۔۔۔!“ عمران نے ریسیور اٹھا کر چیونگم کا پیکٹ ایک طرف ڈالتے ہوئے کہا۔

”سلیمان۔۔۔۔!“

”کیا بات ہے۔۔۔۔!“

”سر سلطان سے مل لیجئے۔ ان کی کال آئی تھی۔“

”اور کچھ۔۔۔۔!“

”ایک خط ہے میم صاحب کا۔۔۔۔!“

”ابے تو وہ خط کیا اپنے ساتھ قبر میں لے جائے گا۔“

”جیسا آپ کہئے۔ یہ بھی مشکل نہیں ہے۔“

”سلیمان۔۔۔۔!“

”جی صاحب۔“

”مرغے کی موت ماروں گا۔“

”ابھی حاضر ہوا صاحب۔۔۔۔!“

”نہیں پہلے سر سلطان کے یہاں جاؤ۔۔۔ جو کچھ وہ فون پر کہنا چاہتے ہوں ان سے لکھوا کر لانا ہے۔!“

”وہ مجھے کیا پہچانیں گے۔“

”میں فون پر اُن سے کہہ دوں گا۔ جلدی کرو۔“

”ابھی گیا۔“

سلسلہ منقطع ہوگیا۔ عمران کسی سوچ میں پڑ گیا تھا۔ اُس نے ان حالات کی اطلاع سر سلطان کو نہیں دی تھی۔ وہ بھی اُسے بہت ہی خاص موقع پر فون کرتے تھے۔

بہر حال اس سلسلے میں اُسے سلیمان کا منتظر رہنا تھا۔

* * *

روشی کے خط سے اُسے معلوم ہوا کہ اب وہ پُر اسرار آدمی ایکس ٹو کو فراڈ ثابت کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ روشی نے لکھا تھا کہ کس طرح اُس نے اُسے یقین دلانے کی کوشش کی تھی کہ

صفدر کو پاگل خانے بھجوانے میں اُس کا ہاتھ نہیں تھا۔ عمران نے خط پڑھ کر اس طرح سر کو جنبش دی تھی جیسے وہ بھی اپنی شیطنیت کو بروئے کار لائے بغیر نہ رہے گا۔

سر سلطان نے کوئی خط نہیں دیا تھا انہوں نے تو اُسی وقت فون پر اس سے انکار کر دیا تھا جب عمران نے سلیمان کے متعلق انہیں اطلاع دی تھی۔ انہوں نے کہا تھا کہ جس صورت سے بھی ممکن ہو وہ آج ہی اُن سے مل لے!

تقریباً آٹھ بجے رات کو عمران گرینڈ سے نکل آیا۔ لیکن اُس نے جلد ہی محسوس کر لیا کہ اُس کا تعاقب کیا جا رہا ہے۔ اب ایسی صورت میں اس کے لئے ناممکن ہو گیا کہ وہ سر سلطان کے گھر کا رخ کرتا۔ ساتھ ہی اُس کی تشویش بڑھ گئی۔ اس تعاقب کا مطلب تو یہی ہو سکتا تھا کہ اُس کی اب تک کی محنت برباد ہی ہوئی ہے۔ اُسے جولیانا فٹنر واٹر یاد آئی اور وہ سوچنے لگا کہ اس افتاد کی ذمہ دار وہی ہو سکتی ہے ممکن ہے کہ اُس کے بے ڈھنگے میک اپ کی وجہ سے اُن پُر اسرار لوگوں کو کسی قسم کا شبہ ہوا ہو۔

کچھ بھی ہوا ہو کھیل تو بگڑ ہی چکا تھا۔ عمران نے ٹیکسی ڈرائیور سے کہا کہ اب وہ اُسے رونیک میں لے چلے جہاں ہلینا مقیم تھی اور رونیک کی کمپاؤنڈ میں ٹیکسی سے اترتے ہی تعاقب کرنے والا بھی سامنے آ گیا۔ یہ وہی روجر تھا جس سے ہلینا نے آج ہی گرینڈ میں تعارف کرایا تھا۔ وہ دوسری ٹیکسی سے اترا اور اس انداز میں آگے بڑھتا چلا گیا جیسے عمران سے بے خبر ہو۔

عمران بھی خاموشی سے چلتا رہا۔ اب وہ سوچ رہا تھا ممکن ہے روجر نے اصل معاملے سے ہٹ کر کسی دوسرے سلسلے میں اُس کا تعاقب کیا ہو۔ عمران کو ہلینا اور روجر کے جھگڑے کی اطلاع بھی مل چکی تھی۔

وہ ڈائننگ ہال میں آیا.... روجر اُس سے پہلے ہی داخل ہو چکا تھا۔ وہ اُسے ڈائننگ ہال کی ایک میز پر نظر آیا.... عمران نے بھی اُس سے بے تعلقی ظاہر کی....

لیکن روجر نے اُسے اپنی طرف متوجہ کر لیا۔

”آہا.... پرنس آیئے.... آیئے.... کیا آپ میرے ساتھ بیٹھنا گوارا فرمائیں گے۔“

عمران رک گیا اور اُسے اس طرح دیکھنے لگا جیسے پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو۔

”او ہاں.... جی ہاں.... جی ہاں....!“ وہ بوکھلائے ہوئے انداز میں بولا۔ ”میرا خیال ہے کہ میں اس سے پہلے بھی کہیں آپ کو دیکھ چکا ہوں۔!“

”آپ کا خیال صحیح ہے جناب....! تشریف رکھئے....!“

عمران بیٹھ گیا.... لیکن اُس کے انداز سے یہی ظاہر ہو رہا تھا جیسے اُسے نہ پہچان سکنے پر اُسے بے حد شرمندگی ہو۔

"آج گرینڈ میں ہلینا نے آپ سے ملایا تھا۔" روجر مسکرا کر بولا۔

"اوہ.... جی ہاں.... جی ہاں!" عمران زور زور سے سر ہلانے لگا۔

"ہلینا آپ کی بہت مداح ہے۔"

"کیا ہم بالکل گدھے ہیں۔" دفعتاً عمران غصیلی آواز میں بولا۔

"اوہ.... میں نہیں سمجھا.... آپ کیا فرما رہے ہیں۔"

"وہ لڑکی ہمیں گدھا سمجھتی ہے۔"

"ارے نہیں تو.... یہ آپ کیا فرما رہے ہیں۔"

"ہم بالکل صحیح فرما رہے ہیں۔ بلکہ مستند ہے ہمارا فرمایا ہوا۔"

"آپ کو غلط فہمی ہوئی ہو گی۔"

"کیا تم ہی اس وقت مجھے چغد نہیں محسوس کر رہے۔"

"یہ آپ بہتر سمجھ سکتے ہیں۔" روجر طنزیہ انداز میں مسکرایا۔ "ویسے اس کے باوجود بھی آپ ہلینا سے ملنے کے لئے تشریف لائے ہیں۔"

"بکواس ہے۔"

"آپ میری توہین کر رہے ہیں۔ میں بہت بُرا آدمی ہوں۔" روجر نے غصیلی آواز میں کہا۔

"وہ تو میں پہلے ہی سمجھتا تھا۔ اچھے آدمی کبھی دوسروں کو بیوقوف بنانے کی کوشش نہیں کرتے۔"

"میں بڑے بڑے ڈیوکوں اور لارڈوں اور کاؤنٹوں سے ٹکرا چکا ہوں۔"

"اسی لئے چپٹے ہو کر رہ گئے ہو۔ خدا تم پر رحم کرے....!"

"میں تمہیں چیلنج کرتا ہوں۔" روجر غرایا۔ ابھی کچھ اور بھی کہنا چاہتا تھا کہ وہ دونوں ہی چونک پڑے ہلینا نے پیچھے سے آ کر میز پر ہاتھ مارا تھا۔

جس جگہ اُس کا ہاتھ پڑا تھا وہاں عمران کو ایک چھوٹا سا کارڈ نظر آیا جس پر سوالیہ نشان بنا ہوا تھا۔ یہ نشان بہت واضح تھا اور کافی فاصلے سے دیکھا جا سکتا تھا۔ عمران نے اندازہ کر لیا کہ وہ نشان اندھیرے میں چمکتا بھی ہو گا۔ کیونکہ جس روشنائی سے وہ بنایا گیا تھا اُس میں اُسے فاسفورس کی آمیزش بھی معلوم ہوئی تھی۔

عمران بے تعاقانہ انداز میں بیٹھا رہا۔ ویسے اُس کے چہرے پر بیزاری کے آثار پہلے ہی سے

موجود تھے۔

"اچھی بات ہے۔" روجر نے کرسی سے اٹھتے ہوئے ایک طویل سانس لی اور چپ چاپ آمدورفت کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ کارڈ بھی اُس نے اٹھالیا تھا۔

"ہیلو.... پرنس!" ہلینا بیٹھتی ہوئی بولی۔ "کیا تم بہت دیر سے یہاں ہو۔"

"ہاں....!" عمران کی آواز غصیلی تھی۔

"اوہ.... تم کچھ خفا معلوم ہوتے ہو۔"

"کچھ نہیں.... بہت زیادہ....!"

"بات کیا ہے۔"

"تم اور تمہارے دوست.... ہمیں اُلو سمجھتے ہو!"

"ارے نہیں.... یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ ڈیئر پرنس....!"

"اور اس گوجر نے ابھی میری توہین کی تھی۔"

"گوجر نہیں اُس کا نام روجر ہے۔ کیا وہ تم سے جھگڑا کر رہا تھا۔"

"ہاں.... اُس نے کہا تھا کہ وہ بہت بُرا آدمی ہے۔ اب تک کئی ڈیوکوں، لارڈوں اور کاؤنٹوں سے ٹکرا چکا ہے؟ مگر ہم نہیں سمجھ سکے کہ آخر اُس نے ہمیں دھمکی کیوں دی تھی۔"

"اوہ.... وہ پاگل ہے۔ ٹھفرل! تم کچھ خیال نہ کرو....!"

"میں یہ سوچ رہا ہوں کہ وہ یہاں سے زندہ واپس نہ جانے پائے تو بہتر ہے ورنہ ساری دنیا میں بکتا پھرے گا کہ میں نے پرنس تفضّل کی توہین کی تھی اور وہ دم دبا کر رہ گیا تھا.... دیکھو چلینا....!"

"ہلینا....!" اُس نے تصحیح کی۔

"اوہ.... ہلینا ہی سہی!" عمران میز پر گھونسہ مار کر بولا۔ "بندروں کی اور بات ہے لیکن آدمیوں سے نپٹنے کے لئے ہم کافی قوت رکھتے ہیں۔ خدا کا شکر ادا کرو اس وقت ہمارا سیکریٹری یہاں موجود نہیں تھا.... ورنہ یہ جوکر یہیں اسی وقت قتل کر دیا جاتا.... ہمارے ملازمین نمک حرام نہیں ہیں.... کیا یہ آدمی یہیں تمہارے ساتھ رہتا ہے۔"

"نہیں....!"

"کہاں رہتا ہے۔ اس کا پتہ بتاؤ۔"

"اے.... ٹھفرل ڈیئر! ختم کرو۔ ہم پردیسی طالب علم ہیں یہاں تمہارے ملک کے آثار

قدیمہ سے متعلق معلومات فراہم کرنے کے لئے آئے ہیں۔ دو چار دن میں چلے جائیں گے۔ کیوں خواہ مخواہ بات بڑھاتے ہو۔"

"لیکن آخر یہ ہم سے کیوں الجھ پڑا ہے۔"

"اب کیا بتاؤں....!" وہ بُرا سامنہ بنا کر بولی۔

"نہیں بتاؤ! ہم سنے بغیر نہیں مانیں گے۔"

"اُس کا خیال ہے کہ میں تم سے عشق کرنے لگی ہوں۔" وہ مضحکہ خیز انداز میں ہنسی۔

"عشق.... ق....!" عمران نے اس طرح گلے پر ہاتھ رکھ کر کہا جیسے کوئی سخت چیز حلق کے نیچے اتارنے کی کوشش کی ہو۔

اور پھر اُس کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔ جسم کانپنے لگا۔ ممکن ہے آنکھوں کے سامنے نیلی پیلی چنگاریاں بھی اڑنے لگی ہوں اور پھر اس کا سر اچانک میز سے ٹکرایا۔

"ہاں.... ہاں...." وہ اُس کا شانہ پکڑ کر اٹھاتی ہوئی بولی۔ "یہ کیا ہو گیا تمہیں۔"

"کچھ نہیں....!" عمران سیدھا بیٹھتا ہوا آہستہ سے بولا۔ "کچھ بھی نہیں۔"

"نہیں کچھ تو ہے۔ تم یک بیک بیمار سے نظر آنے لگے ہو۔"

عمران نے صرف ایک ٹھنڈی سانس لی جواب میں اور کچھ نہیں کہا۔ ویسے اُس کا چہرہ خوف اور حماقت کی آماجگاہ بن کر رہ گیا تھا۔

"بولو.... تم خاموش کیوں ہو گئے!"

"عشق کے نام ہی سے ہمارا دم نکل جاتا ہے۔" عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"کیوں؟"

"تم نہیں جانتیں ہماری اسٹیٹ میں عشق کرنے والوں کو کیسی سزائیں ملتی ہیں۔"

"سزائیں۔"

"ہاں.... ہمارے والد بزرگوار عشق کرنے والوں کی دم پر نمدہ کسوا دیتے ہیں۔"

"بیکار باتیں نہ کرو.... یہ تو حسن و عشق ہی کی سرزمین ہے.... میں نے تمہارے یہاں کئی کہانیاں سنی ہیں۔ پڑھی ہیں! وہ کون تھے.... ہیر اور رانجھا....!"

"اُن کا تو نام ہی نہ لو....!" عمران بُرا سامنہ بنا کر بولا۔

"کیوں! اُن کی داستان تو ساری دنیا میں مشہور ہے۔"

"بعد کے حالات سے تم واقف نہیں ہو۔ خبروں پر سنسر ہو گیا تھا اور بعد کے حالات دنیا کو

نہیں معلوم ہو سکے تھے۔"

"کیسے حالات....!"

"وہ دونوں راوی کے کنارے ملا کرتے تھے۔ عشق ہو گیا۔ ہیر دراصل وہاں کپڑے دھونے آیا کرتی تھی۔ رانجھا اُس کا ہاتھ بٹانے لگا۔ ہاتھ کیا بٹانے لگا ہیر کو تو الگ بٹھا دیتا اور خود ہی اُس کے کپڑے دھو دھا کر ڈھیر لگا دیتا۔ اچانک ایک دن اُس نے محسوس کیا کہ اسے تقریباً ڈھائی سو کپڑے روزانہ دھونے پڑتے ہیں۔ تب اُسے ہوش آیا اور بُری طرح بوکھلا گیا.... اُس نے ہیر کی طرف دیکھا جو کچھ دور گھاس پر بیٹھی لسی پی چکنے کے بعد نسوار کی چٹکی چلانے جا رہی تھی.... مگر وہ صرف دیکھ کر ہی رہ گیا کچھ بولا نہیں۔ لیکن چونکہ اُسے تشویش ہو گئی تھی اس لئے وہ نچلا نہیں بیٹھا! کپڑے تو اُسے بہر حال دھونے پڑتے تھے اس سے جو وقت بچتا تھا اس معمے کو حل کرنے میں صرف کر دیتا۔ اب اسے ہیر سے عشق جتانے کا بھی کم موقع ملتا تھا۔

ویسے وہ لسی کا گھڑا سامنے رکھے بیٹھی اُس کا دل بڑھایا کرتی تھی آخر ایک دن یہ راز کھل ہی گیا۔ بیچارے رانجھے کو معلوم ہوا کہ ہیر کے بھائی نے مال روڈ پر ایک بہت بڑی لانڈری کھول رکھی ہے۔ بس وہ غریب وہیں پٹ سے گرا اور ختم ہو گیا یہ ہے اصلی داستان ہیر رانجھا کی۔"

ہلینا ہنسنے لگی۔

"کیا تم غلط سمجھی ہو۔"

"کچھ نہیں چھوڑو۔ تم عجیب ہو۔ تمہارے پاس گھنٹوں بیٹھنے کو دل چاہتا ہے۔"

"بب.... باس! ہم تو اب چلے.... مگر نہیں۔ ہمیں اُس کا پتہ بتاؤ.. ارے کیا ہمارا غصہ اُتر چکا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں.... ہم اس وقت بھی انگارے چبا رہے ہیں۔"

"ختم کرو۔ ٹھفرل ڈیئر۔ میں کہتی ہوں بیکار بات نہ بڑھاؤ۔ اس سے حالات بگڑیں گے۔ بن نہیں سکتے۔"

"کچھ بھی ہو! ہم نے آج تک ایسے لوگوں کو معاف نہیں کیا، جو ہماری توہین کریں! بندروں کی بات الگ ہے مگر ہم عنقریب اُن کا انتظام بھی کرنے والے ہیں۔ خیر تو تم بتاؤ پتہ! ہم خود ہی معلوم کر لیں گے اور کل تک تم اس کا حشر دیکھ لینا۔"

"اب میں تمہیں کیسے سمجھاؤں۔ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔ مگر کیا ضروری ہے کہ مجھے بھی اُس سے محبت ہو۔"

"ہمارے نزدیک تو اُس کا وجود ہی غیر ضروری ہے۔"

”اف فوہ! تم اپنا دل صاف نہیں کرو گے۔“

”ہرگز نہیں! ہم اپنا دل اُس کے خون سے صاف کریں گے۔“

”یہ نہ بھولو کہ قانون اُس کی پشت پناہی کرے گا۔“

”میں اُسے پکڑوا کر اپنی اسٹیٹ میں لے جاؤں گا اور وہاں قتل کرادوں گا۔ اپنے ماتحتوں سے وہاں ہمارا قانون چلتا ہے۔ ڈھمپ ایک آزاد ریاست ہے۔“ عمران اٹھ گیا اور ہلینا دونوں ہاتھ ہلا کر بولی۔ ”ارے تو بیٹھو نا! تم مجھ سے ہی ملنے کے لئے یہاں آئے تھے۔“

”ہاں ہم اسی لئے آئے تھے۔ مگر ہمارا موڈ چوپٹ ہو گیا ہے۔ اب ہم نہیں رکیں گے۔“ پھر وہ روکتی ہی رہ گئی لیکن وہ دوسرے ہی لمحے میں ڈائننگ ہال سے باہر تھا۔

کچھ دور تک پیدل ہی چلتا رہا۔ پھر ایک ٹیکسی کر لی۔ دراصل وہ اندازہ کرنا چاہتا تھا کہ اب بھی اُس کا تعاقب کیا جا رہا ہے یا نہیں اس لئے اُس نے ٹیکسی ڈرائیور کو کوئی مخصوص پتہ بتانے کی بجائے ”دائیں اور بائیں“ کی ہانک لگانی شروع کر دی تھی.... اس طرح ٹیکسی کبھی کسی گلی میں مڑتی اور کبھی پھر کسی کشادہ سڑک پر نکل آتی۔

جب عمران کو اطمینان ہو گیا کہ اس بار تعاقب نہیں کیا جا رہا تو اُس نے ٹیکسی ڈرائیور کو سر سلطان کا پتہ بتایا پھر تھوڑی دیر بعد وہ سر سلطان کے بنگلے کی کمپاؤنڈ میں داخل ہو رہا تھا۔

سر سلطان غالباً سونے کے لئے جا چکے تھے۔ لیکن عمران کی آمد کی اطلاع پا کر شب خوابی کے لباس ہی پر لبادہ ڈال کر ڈرائینگ روم میں چلے آئے۔

”میں نے تمہیں ایک خطرے سے آگاہ کرنے کے لئے بلایا ہے۔“

”فرمایئے! میں خطرات ہی سے نکل کر آپ تک پہنچا ہوں! بس آج کل حالات ایسے ہیں کہ میں نے فون پر گفتگو کرنا مناسب نہیں سمجھا تھا۔“

”کیا بات ہے۔“

”پہلے آپ اپنے خطرات سے آگاہ فرمایئے۔ میں تو خطرات کا کیڑا ہو چکا ہوں۔“

”پڑوسی ملک سے اطلاع ملی ہے کہ ایک خطرناک آدمی کچھ دن پہلے دونوں ممالک کی سرحد پر دیکھا گیا تھا۔ اُس کے بعد سے پھر اُس کا سراغ نہیں مل سکا۔“

”یعنی وہ خطرناک آدمی ہمارے ملک میں داخل ہو گیا ہو گا۔“ عمران نے پلکیں جھپکائیں۔

”یقیناً.... اس کے امکانات ہیں۔ تم جانتے ہو کہ ایک ہفتہ بعد یہاں چند دوست ممالک کی ایک خفیہ کانفرنس ہونے والی ہے۔“

"آہم ..... جی ہاں ..... مجھے علم ہے۔ مگر وہ خطرناک آدمی ہے کون!"

"وہی جس کی شناخت صرف یہ ہے کہ اُس کے داہنے ہاتھ پر چھ انگلیاں ہیں۔"

"نہیں .....!" عمران اچھل پڑا۔

"ہاں وہی! اُسے چند چرواہوں نے دیکھا تھا۔ اُس نے چلو سے پانی پینے کے لئے اپنے دستانے اتارے تھے اُن چرواہوں میں اینٹی اسمگلنگ پولیس کا ایک تربیت یافتہ مخبر بھی تھا۔"

عمران کے چہرے پر تشویش کے آثار آنے لگے۔ کچھ دیر بعد اس نے پوچھا۔

"کیا یہ اطلاع صرف میرے ہی محکمہ کے لئے تھی۔"

"نہیں! تمہارے باپ مسٹر رحمان کو بھی اطلاع دے دی گئی ہے۔"

"مگر مجھے افسوس ہے کہ اُن کا محکمہ شائد اُس کی گرد کو بھی نہ پاسکے۔" سر سلطان مسکرائے لیکن پھر یک بیک سنجیدہ ہو کر بولے۔ "ہاں تم اتنے محتاط کیوں ہو رہے ہو آج کل!"

"ارے ..... جناب بس کیا عرض کروں۔ عمران بیچارہ گھن چکر بن کر رہ گیا ہے۔" عمران نے بسور کر کہا۔

اور پھر آج تک کے واقعات دہرا کر بولا۔ "وہ جو کوئی بھی ہو کافی باخبر آدمی معلوم ہوتا ہے۔ یعنی اُسے یہاں کی سیکرٹ سروس کے چیف آفیسر کے طریق کار کا علم ہے۔ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ چیف آفیسر ایکس ٹو کہلاتا ہے اور اُس کے ماتحت اُس کی شخصیت کے متعلق اندھیرے میں ہیں۔ لہٰذا اُس کی ان حرکتوں کا یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ ایکس ٹو بوکھلا کر خود ہی بے نقاب ہو جائے۔"

سر سلطان کچھ نہ بولے۔ وہ عمران کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے اور خود اُن کی آنکھوں سے الجھن جھانک رہی تھی۔ کچھ دیر بعد انہوں نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "تب پھر وہ جانتا ہوگا کہ ایکس ٹو ہر وقت اپنی آنکھیں کھلی رکھتا ہے۔"

"ممکن ہے۔"

"تب پھر میرا خیال ہے کہ وہ آدمی اپنے داہنے ہاتھ میں یقینی طور پر چھ انگلیاں رکھتا ہوگا۔"

"کیوں؟"

"کیا یہ ممکن نہیں ہے اُس نے سوچا ہو کہ ایکس ٹو پر قابو پائے بغیر وہ یہاں کچھ بھی نہ کر سکے گا۔ فرض کرو وہ اس کانفرنس ہی کے راز اڑانا چاہتا ہو تو کیا وہ ایکس ٹو کی نظروں میں آئے بغیر ایسا کر سکے گا۔"

"میرا خیال ہے کہ آپ کا خیال درست بھی ہو سکتا ہے۔"

"تو پھر تم نے اس آدمی کے متعلق کیا سوچا ہے جو ایکس ٹو کو بے نقاب کر دینا چاہتا ہے۔"

"میں عنقریب اُسے اس کے بل سے نکال کر چوہے ہی کی طرح مار ڈالوں گا۔"

"یہ آسان کام نہ ہوگا عمران۔ اگر یہ وہی آدمی ہے۔"

"اچھا شب بخیر....!" عمران نے ناخوشگوار لہجے میں کہا اور سر سلطان ہنس پڑے۔

"جاؤ....!" انہوں نے کہا۔ "لیکن بہت محتاط رہنا۔ مجھے تمہاری زندگی بے حد عزیز ہے۔"

"شب بخیر....!" عمران کسی بھیڑیئے کی طرح غراتا ہوا ڈرائنگ روم سے باہر نکل گیا۔

◆

دوسری صبح بلیک زیرو نے فون پر عمران کی کال ریسیو کی جو کہہ رہا تھا۔ "روجر کی قیام گاہ سے تم یقینی طور پر واقف ہو گے۔"

"جی ہاں....!"

"بس آج اُس کے پیچھے رہو۔ نہیں ٹھہرو۔ دیکھو.... میں دراصل یہ چاہتا ہوں کہ آج شہر کی کسی بھری پُری سڑک پر اُس کے دس پانچ جوتے لگا دیئے جائیں۔"

بلیک زیرو اس تجویز پر حیران رہ گیا۔

"میں نہیں سمجھا جناب....!"

"ارے تو کیا اب جوتے خرید کر تمہیں سمجھانا پڑے گا۔"

"نہیں.... نہیں! میں دراصل یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ اس سے کیا فائدہ ہوگا۔"

"میں جو کچھ کہہ رہا ہوں کرو۔" فون میں غراہٹ سنائی دی اور پھر بلیک زیرو نے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز سنی۔

یہ چیز بلیک زیرو کے لئے مشکل نہیں تھی۔ کیونکہ وہ تو ایسے کاموں کا ماہر تھا.... لیکن وہ الجھن میں ضرور پڑ گیا تھا۔ آخر اس کا کیا مقصد ہو سکتا ہے۔ وہ اپنے آفیسر سے اچھی طرح واقف تھا۔ لیکن اس کا طریق کار آج تک اس کی سمجھ میں نہ آسکا تھا اور نہ اُسے یہی معلوم ہو سکا تھا کہ وہ کب سنجیدہ ہو جائے گا اور کب حماقتوں پر اتر آئے گا۔

ناشتے کے بعد وہ کیل کانٹے سے لیس ہو کر نکلا روجر کا قیام اڈلفیا میں تھا۔ لیکن بلیک زیرو کو اس کا علم نہیں تھا کہ وہ وہاں تنہا تھا یا اُس کے دوسرے ساتھی بھی وہیں مقیم تھے۔

اڈلفیا پہنچنے سے پہلے ایک بار پھر اُس نے عمران کو فون کیا۔

"ہاں کیوں؟ کیا رہا۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ابھی تو کچھ بھی نہیں۔ کیا میں اُس کے کمرے میں گھس کر مرمت کروں۔"

"نہیں! شارع عام پر یہ بہت ضروری ہے۔"

"تب تو پھر انتظار کرنا پڑے گا۔ جب وہ باہر آئے تب ہی ایسا ہو سکے گا۔"

"کچھ بھی ہو۔ آج یہ ہونا چاہئے۔"

"بہت بہتر ہے! یہ تو ہو ہی جائے گا۔"

"کیا تم میک اپ میں ہو۔" عمران نے پوچھا۔

"یقیناً جناب! اس کے بغیر کیسے کام چل سکتا ہے۔"

"ٹھیک ہے۔" دوسری طرف سے آواز آئی اور سلسلہ منقطع ہو گیا۔

◆

اسی شام کو عمران اپنے کمرے سے نکل ہی رہا تھا کہ ہلینا آ ٹکرائی وہ کچھ بدحواس سی نظر آ رہی تھی۔

"چلو، چلو اندر چلو! تم باہر نہیں جا سکتے۔" وہ اُسے اندر دھکیلتی ہوئی بولی۔

"ہائیں.... ہائیں۔ کیا بات ہے.... اَدب اَدب.... اَدب ملحوظ رکھو۔ یہ مت بھولو کہ ہم کون ہیں۔ بے تکلفی ہمیں قطعی پسند نہیں ہے۔"

وہ کمرے کے اندر آ گیا۔ ہلینا دروازہ بند کر کے ہانپتی ہوئی بولی۔ "تم نے بہت بُرا کیا ٹھفرل؟"

"ہم نہیں سمجھے تم کیا کہنا چاہتی ہو۔"

"میں نے تمہیں منع کیا تھا کہ اب معاملے کو آگے نہ بڑھاؤ۔"

"کس معاملے کو....!"

"روجر....!" وہ اُس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی۔

"کیا اسے قتل کر دیا گیا۔"

”نہیں....!“

”پھر معاملہ آگے کیسے بڑھا....!“

”ٹھفرل تم نہیں سمجھ سکتے کہ کن خطرات میں گھر گئے ہو۔ میں نے تمہیں اسی لئے باز رکھنے کی کوشش کی تھی۔ مگر تم نے میری باتوں پر کان نہ دیا۔“

”ارے.... تو میں نے کیا کیا!“

”اس طرح شارع عام پر اُسے ذلیل نہ کرنا چاہئے تھا۔“

”ارے کچھ تو بولو بھی.... بتاؤ کیا ہوا۔“

”ہم دونوں اڈلفیا کے قریب سے گذر رہے تھے کہ ایک آوارہ آدمی نے اُسے جوتوں سے مارا۔“

”خبر تسکین بخش ہے ہمارے لئے....!“ عمران مسکرا کر بولا۔ ”مگر پوری تسکین نہیں ہوئی.... بہرحال اب ہم اُسے اس قابل ہی نہ رہنے دیں گے کہ وہ آئندہ ڈیوکوں، لارڈوں اور کاؤنٹوں سے ٹکرا سکے۔“

”میں تمہیں آگاہ کرتی ہوں کہ فی الحال گرینڈ سے باہر قدم نہ نکالنا....!“

”کیوں؟“ عمران نے بھنویں سکوڑ کر کہا۔

”بس بتا دیا تم سے۔ تم نہیں جان سکو گے کہ گولیاں کدھر سے آئی تھیں کیونکہ تمہارا جسم چھلنی ہو چکا ہوگا۔ روجر پاگل ہو رہا ہے۔“

”آہا تب تو وہ یہ بھی جانتا ہوگا کہ تم ہمیں اس خطرے سے آگاہ کرنے آئی ہو۔“

”اب میں تمہیں کیا بتاؤں۔“

”نہیں ضرور بتاؤ۔ ہمیں سن کر بے حد خوشی ہوگی۔ ہماری تو یہ تفریح ہے کہ ہم پر گولیاں برسیں اور ہمارا جسم چھلنی ہو کر رہ جائے۔“

”فضول باتیں نہ کرو۔ تم پر بڑا غصہ آ رہا ہے۔“

”ہمیں بھی آ سکتا ہے غصہ! اس لئے جو کچھ بھی کہنا ہے جلدی سے کہہ ڈالو۔“

”پٹ چکنے کے بعد روجر نے کہا تھا کہ یہ حرکت ٹھفرل ہی کی ہو سکتی ہے۔ میں نے اس کی تردید کرنی چاہی لیکن وہ مجھ پر بگڑ گیا۔ مجبوراً مجھے اُس سے ہمدردی ظاہر کرنی پڑی اور یہ بھی تسلیم کر لینا پڑا کہ یہ حرکت تمہاری ہی ہوگی۔ پھر اب تم خود سوچو ہماری ملاقات کو کتنے دن ہوئے ہیں اور وہ مجھے بہت دنوں سے جانتا ہے۔ نہ صرف جانتا ہے بلکہ کچھ دعوے بھی رکھتا ہے یہ اور بات ہے کہ میں اُس کے کسی دعوے کو تسلیم نہ کروں۔“

"بات ختم کرنے میں جلدی کیا کرو۔"

"اس وقت اُس نے مجھے یہاں بھیجا ہے۔"

"کیوں؟"

"تاکہ میں تمہیں یہاں سے سڑک پر لے جاؤں اور وہ لوگ تمہارا خاتمہ کردیں!"

"چلو....!" عمران اٹھتا ہوا۔

"تم پاگل تو نہیں ہو گئے۔"

"ہم کہتے ہیں چلو.... ہم بھی دیکھنا چاہتے ہیں کہ جسم چھلنی کردینے والی گولیاں کیسی ہوتی ہیں۔"

ٹھیک اُسی وقت کسی نے دروازے پر دستک دی۔

"کون ہے؟" عمران نے غصیلی آواز میں پوچھا۔

"سیکریٹری.... یور ہائی نس....!"

"آجاؤ....!"

خاور دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا، اس کے ہاتھ میں ایک لفافہ تھا۔

"یہ آپ کے لئے ہے....!" خاور نے ہلینا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "ابھی ایک آدمی دے گیا ہے۔"

"تمہیں یقین ہے کہ وہ آدمی ہی تھا۔" عمران نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

"نن.... نہیں.... ب.... بات یہ ہے!" خاور ہکلایا۔

"سیکریٹری....!"

"یس یور ہائی نس....!"

"ہم نے تمہیں ہزار بار سمجھادیا کہ کوئی بات یقین کے ساتھ نہ کہا کرو۔"

"اوہ غلطی ہوئی جناب! آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔"

"چلو خیر.... ہاں!" عمران نے ہلینا کی طرف دیکھا جو لفافہ چاک کررہی تھی اور اس کے چہرے پر تشویش کے آثار تھے۔ لفافے سے اُس نے ایک چھوٹا سا کارڈ نکالا جس پر سوالیہ نشان بنا ہوا تھا۔ عمران اس سے پہلے بھی ایک بار اس قسم کا سوالیہ نشان دیکھ چکا تھا.... لیکن اس وقت جو نشان ہلینا کے ہاتھ میں تھا اس کی رنگت سرخ تھی۔

دفعتاً اُس نے محسوس کیا کہ ہلینا کے چہرے کی رنگت حیرت انگیز طور پر بدل رہی ہے.... ذرا ہی سی دیر میں اس کی آنکھیں بے نور معلوم ہونے لگی تھیں! وہ کرسی کی پشت سے ٹک گئی اور

آنکھیں بند کرلیں۔ عمران نے خاور کو جانے کا اشارہ کیا۔

"کیا بات ہے....!" عمران اسکے قریب جاکر بولا۔ "کیا ہم تمہارے لئے کوئی چیز طلب کریں۔"

"برانڈی....!" اس نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر کہا۔ "میری طبیعت دفعتاً خراب ہوگئی ہے۔"

عمران نے فون پر برانڈی کے لئے کہا۔

"آخر بات کیا ہے!" اس نے مڑ کر ہلینا سے پوچھا۔

"کچھ بھی نہیں.... بس طبیعت یک بیک بگڑ گئی۔"

عمران چند لمحے اُس کی آنکھوں میں دیکھتا رہا پھر بولا۔ "تم خائف ہو۔ ہم تم سے کہتے تو ہیں کہ ہمارے ساتھ باہر چلو! اس طرح تم اُس سے بھی بُری نہیں بنو گی اور ہم اسی وقت اُس سے نپٹ لیں گے۔"

"اوہ.... ٹھفرل! کچھ دیر خاموش رہو۔ مجھے کچھ سوچنے دو۔"

"اچھی بات ہے! ہم دس منٹ تک بالکل خاموش رہیں گے۔"

کسی نے دروازے پر دستک دی۔

"آجاؤ....!" عمران نے کہا اور ویٹر دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ وہ برانڈی لایا تھا۔

اُس کے واپس چلے جانے کے بعد عمران نے گلاس میں سائیفن سے سوڈے کی بوچھاڑ ڈالی اور گلاس ہلینا کی طرف بڑھادیا۔

"تم.... تم نہیں لوگے....!" ہلینا نے کہا۔

"ہماری اسٹیٹ میں شراب پینے والے الٹے لٹکادیئے جاتے ہیں!"

"تمہاری اسٹیٹ تو میرے اعصاب کیلئے ہتھوڑا بن گئی ہے۔" ہلینا نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

"ہمیں اس جملے کا مطلب ضرور سمجھاؤ....!"

ہلینا کچھ نہ بولی۔ عمران نے بھی مزید استفسار نہیں کیا۔ وہ خاموشی سے اُس کا چہرہ دیکھ رہا تھا جس پر کسی حد تک بحالی نظر آنے لگی تھی۔ غالباً برانڈی کا اثر فوری طور پر ہوا تھا۔

عمران خاموشی سے چیونگم کچلتا رہا....!

ہلینا بڑبڑا رہی تھی۔ "یہ بہت بُرا ہوا.... بہت بُرا.... روجر تم پچھتاؤ گے.... تم ابھی نہیں جانتے کہ میں کیا ہوں اور کیا کچھ نہیں کرسکتی....!"

"تم....!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "ہمیں بیوقوف نہ سمجھو گی۔ مگر نہ جانے کیوں ہمیں ایسا

محسوس ہوتا ہے کہ تم کہیں کی شہزادی ہو!.... ہم نے یورپ میں بھی بہتیری ایسی شہزادیاں دیکھی ہیں جو اکیلے گھومنے پھرنے کی شائق ہوتی ہیں۔ پچھلے سال ہمیں لاس ویگاس میں ایسی ہی ایک شہزادی ملی تھی کوئی نہیں جانتا تھا کہ وہ یورپ کے ایک ملک کی شہزادی ہے.... وہ جوئے میں بہت زیادہ ہار گئی.... اتنا زیادہ کہ اس کے پاس واپسی کے لئے کرایہ بھی نہیں بچا تھا.... ہمیں اس کا علم ہو گیا تھا ہم نے اس کی مدد کی اور وہ اپنے ملک واپس چلی گئی۔"

"کس ملک کی شہزادی تھی۔"

"ہمیں افسوس ہے کہ ہم یہ نہ بتا سکیں گے۔ کیونکہ ہماری ہی طرح وہ بھی معزز تھی۔ ہماری طرح اپنی رگوں میں شاہی خون رکھتی تھی۔ خیر اس قصے کو ختم کرو۔ ہم تمہاری پریشانی کی وجہ معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ ممکن ہے ہم تمہارے کام بھی آ سکیں۔"

"نہیں تو.... میں پریشان کہاں ہوں۔" وہ ہنس پڑی۔ لیکن انداز سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ زبردستی ہنسی تھی۔

"خیر....!" عمران نے لاپروائی ظاہر کرنے کے لئے اپنا شانوں کو جنبش دی۔ "نہیں بتانا چاہتیں تو ہم مجبور بھی نہیں کریں گے۔"

"کوئی بات نہیں ہے! ٹھفرل جو وقت بھی تمہارے ساتھ گذرا بہت خوشگوار گذرا۔ مجھے بے حد افسوس ہے کہ میری ہی وجہ سے تمہاری زندگی خطرے میں پڑ گئی۔ مگر بتاؤ میں کیا کر سکتی ہوں۔ میں نے تو تمہیں منع بھی کیا تھا کہ روجر سے مت الجھو۔ مگر تم نہیں مانے۔ کاش تمہیں علم ہوتا کہ وہ کتنا خطرناک آدمی ہے۔"

"اُس کا تذکرہ اب مت کرو۔ کیونکہ ہمارا غصہ تیز ہوتا ہے اور جب ہمارا غصہ بہت تیز ہو جاتا ہے تو بعض اوقات ہم اپنی ہی بوٹیاں نوچنے لگتے ہیں!"

"دوسری بات یہ کہ شائد اب میں تم سے نہ مل سکوں۔ ورنہ وہ میرا بھی دشمن ہو جائے گا۔ ابھی تو میں جا کر اُس سے کہہ دوں گی کہ تم آرام کر رہے تھے مگر ٹھہرو۔ میرا خیال ہے کہ مجھے ہی اس پر مجبور کیا جائے گا۔"

"کس پر....!"

"اسی پر کہ میں تمہیں ہوٹل سے باہر نکال کر تمہارا جسم چھلنی کرا دوں!"

"جب بھی کوئی ایسی افتاد پڑے بے دریغ چلی آنا۔ ہم یقیناً اس سلسلے میں تمہارا ہاتھ بٹائیں گے۔"

"ٹھہرو ٹھفرل مجھے سوچنے دو!"

اُس نے پھر کرسی کی پشت سے ٹک کر اپنی آنکھیں بند کرلیں۔

عمران خاموش بیٹھا رہا۔ اب اُس کی آنکھوں میں بھی اُلجھن کے آثار نظر آنے لگے تھے۔ تھوڑی دیر بعد بلینا نے آنکھیں کھولیں اور آہستہ سے بولی۔ ''تم یقینی طور پر مقامی پولیس کو ان حالات سے مطلع کرو گے۔''

''تم ہمیں مشورہ دو کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے۔'' عمران نے بڑے بھولے پن سے کہا۔

''حقیقتاً مشورہ تو یہی دینا چاہئے۔ لیکن یہ مشورہ دینا اپنی جان سے ہاتھ دھونے کے مترادف ہوگا۔''

''کیوں؟''

''وہ لوگ مجھے زندہ نہ چھوڑیں گے۔!'' بلینا نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ ''وہ یہی سوچیں گے کہ میں نے ہی تمہیں ہوشیار کیا ہے۔''

''ہاں ہمارا خیال ہے کہ وہ یہی سوچیں گے.... تو پھر ہم پولیس کو اس پچویشن سے آگاہ نہ کریں!''

''میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا مشورہ دوں! اگر تم پولیس کو اطلاع نہیں دیتے تو تمہارا مر جانا یقینی ہے اور اطلاع دیتے ہو تو پھر میں تمہارا انجام دیکھنے کیلئے اس دنیا میں نہیں ہوں گی۔''

''یہ تو بہت بُری بات ہے۔ ہماری خواہش تھی کہ تم ہماری لاش پر بیٹھ کر گیتار بجاتیں۔'' عمران نے ہنس کر کہا۔

''ٹھفرل..!'' اُس نے حیرت سے کہا۔ ''کیا تم اسے مذاق سمجھے ہو جو کچھ میں نے ابھی کہا ہے۔''

''نہیں! ہم اسے حقیقت سمجھے ہیں اور اب بہت سنجیدگی سے اس مسئلے پر غور کر رہے ہیں! اچھی بات ہے ہم ہوٹل سے باہر نہیں نکلیں گے۔''

''وعدہ کرتے ہو۔'' وہ خوش ہو کر بولی۔

''ہاں! ہم وعدہ کرتے ہیں۔ مگر تمہارے اس گوجر پر برابر جوتے پڑتے رہیں گے۔''

''ٹھفرل....!''

''ہم آج کل سو فیصدی ٹھفرل بن کر رہ گئے ہیں۔ اس لئے مجبوری ہے۔ ہماری عادت ہے ہم ایسے آدمیوں کو بے حد زچ کرتے ہیں جنہیں خود کو خطرناک ظاہر کرنے کا خبط ہو۔''

''اچھا خیر! مگر تم ہوٹل سے باہر نہیں نکلو گے۔''

''نہیں نکلیں گے! جتنا ہم سے ہو سکتا ہے ضرور کریں گے۔''

''اچھا اب میں جا رہی ہوں۔ کوشش کروں گی کہ تمہیں وقتاً فوقتاً حالات سے آگاہ کرتی رہوں۔ کیونکہ تم میری ہی وجہ سے اس زحمت میں پڑے ہو۔''

”ہاں! اس میں تو کوئی شبہ نہیں ہے۔ نہ ہم تم سے ملنے کے لئے رونیک میں جاتے اور نہ اس منحوس آدمی سے ہمارا جھگڑا ہوتا.... بہر حال اگر ہمارا جسم چھلنی ہو۔ گا تو ہم تمہیں یاد ہی کرتے ہوئے دم توڑ دیں گے۔ مگر اس سے پہلے ہمیں ضرور بتا دینا کہ تم کس ملک کی شہزادی ہو۔“

”ٹھفرل! میری زندگی میں یہ ناممکن ہے کہ تمہارا جسم چھلنی ہو جائے۔ لیکن تمہیں میرے کہنے کے مطابق عمل کرنا ہوگا۔ میں ایک کم حیثیت لڑکی ہوں۔ شہزادی نہیں۔“

”تم کوئی بھی ہوا! لیکن ہم تمہیں شہزادی ہی سمجھتے ہیں کیونکہ تم ایک عالی ظرف لڑکی ہو۔ ہمارے لئے اپنی زندگی کو خطرے میں ڈال رہی ہو۔“

”میں بہت بُری ہوں ٹھفرل....!“ اُس کی ہنسی زہریلی تھی۔ ”مگر ضمیر بھی رکھتی ہوں۔ میری ہی وجہ سے تم ان حالات میں پڑے ہو! اور بلاوجہ.... اس لئے میں مجبور ہوں کہ تمہیں حالات سے باخبر رکھوں.... ورنہ....!“

”ورنہ کیا....؟“

”ورنہ کیا یہ مناسب ہے کہ میں تمہیں اپنے ہم وطنوں پر ترجیح دوں!“

”قطعی غیر مناسب ہے۔“ عمران سر ہلا کر بولا۔

”پھر....!“

”پھر کچھ بھی نہیں! تم اپنی راہ لو۔ ہم اپنے معاملات خود ہی ٹھیک کر لینے کی قوت رکھتے ہیں۔“

”دیکھو تم ابھی وعدہ کر چکے ہو کہ باہر نہیں نکلو گے۔“

”ہاں ہم نے وعدہ کیا ہے.... مگر کب تک۔“

”جب تک میں تمہیں اطلاع نہ دوں۔“

”اچھی بات ہے.... لیکن اس کی مدت کتنی ہو گی۔“

”یہ کل صبح تک بتا سکوں گی۔“

عمران کچھ نہ بولا۔ ہلینا اٹھی اور ایک بار پھر اُسے ہوٹل ہی تک محدود رہنے کی تاکید کرتی ہوئی باہر نکل گئی۔

عمران نے بلند آواز سے ایک جماہی لی اور برانڈی کی بوتل اٹھا کر تھوڑی سی برانڈی چلو میں انڈیلی اور اُسے تیل کی طرح اپنے سر پر ٹھونکنے لگا۔

پھر خاور کا قہقہہ سن کر مڑا وہ بائیں بازو والے دروازے میں کھڑا ہنس رہا تھا۔ ”ہلینا دیوی ہے۔ من کی دیویوں کی دیوی۔“

"اور کیا۔۔۔۔!" عمران ہاتھ روک کر بولا۔ "عورتوں سے تھوڑی دیر گفتگو کر لینے کے بعد اگر کھوپڑی کی دوبارہ مرمت نہ کی جائے تو وہ اوندھی ہو جاتی ہے۔"

"آخر آپ نے یہ سب کیا کھڑاک پھیلایا ہے۔"

"بس دیکھتے جاؤ۔ شہد کی مکھیوں کو چھتے سے نکالنے کیلئے کوڑا کباڑا اکٹھا کر کے دھواں کرنا پڑتا ہے۔"

"کیا یہ سب کچھ کسی خاص اسکیم کے تحت ہو رہا ہے۔"

"قطعی خاص ہے۔۔۔۔!"

"ایکس ٹو کی تیار کردہ اسکیم ہے۔۔۔۔!"

"سو فیصدی۔۔۔۔!"

"روجر کے جوتے کس نے لگائے تھے۔"

"ایکس ٹو نے۔۔۔۔!"

"نہیں۔۔۔۔!" خاور کے لہجے میں حیرت تھی۔

"تھوڑی سی تم بھی ٹرائی کرو۔" عمران نے بائیں ہاتھ سے سر سہلاتے ہوئے بوتل اس کی طرف بڑھائی اور بولا۔ "مجھے تو بڑا سکون مل رہا ہے۔"

"میرا خیال ہے کہ وہ لڑکی آپ کو خوفزدہ کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔"

"مجھے باہر لے چلو۔" تصدیق ہو جائے گی۔ عمران نے سر ہلا کر کہا۔

"اگر یہ درست ہے۔۔۔۔ تو پھر اب ہمیں کیا کرنا ہوگا؟"

"برانڈی کی مالش کے بغیر یہ چیز سمجھ نہیں آئے گی۔"

"آخر برانڈی پر کیوں تاؤ کھا رہے ہیں آپ۔۔۔۔!" خاور مسکرا کر بولا۔

"سنو! میاں زندگی میں پہلی بار کسی کے لئے شراب خریدی تھی۔ اب یہ جو اس میں باقی بچی ہے کیا اپنے ساتھ قبر میں لے جاؤں گا۔۔۔۔ ارے۔۔۔۔ ہاں بیٹھو۔۔۔۔ ایک ضروری بات! مگر نہیں!" اُس نے دروازے کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "پہلے دیکھ لو۔۔۔۔!"

خاور نے دروازہ کھول کر کاریڈور میں دونوں جانب دیکھا اور پھر دروازہ کھلا ہی چھوڑ کر واپس آ گیا۔

"سمجھدار آدمی ہو۔۔۔۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"کوئی خاص بات ہے۔"

"خاص الخاص! تم بھی تو شائد ملٹری ہی کی سیکرٹ سروس سے ایکس ٹو کے محکمے میں آئے تھے۔"

خاور نے عمران کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سر ہلا دیا۔

”کیا تمہیں کوئی ایسا آدمی یاد ہے“ عمران کی آواز بہت دھیمی ہو گئی۔ ”جس کے داہنے ہاتھ میں چھ انگلیاں رہی ہوں!“

”ہاں.... آں!“ خاور سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ ”مگر کیوں؟“

”ہو سکتا ہے کہ ہمارا شکار وہی ہو۔“

”یہ کیسے کہا جا سکتا ہے....!“

”پرواہ نہ کرو، دو چار دن بعد تم بھی یہی کہو گے۔“

”اگر یہ حقیقت ہے تو آپ کو بہت محتاط رہنا چاہئے کیونکہ وہ نازیوں کا پروردہ ہے۔“

”نازی اب کہاں ہیں کہ وہ بھی ہمیشہ زندہ رہ سکے گا۔“

”پھر بھی....! آپ کو بہت احتیاط سے قدم اٹھانا چاہئے۔ لیکن آخر وہ ایکس ٹو کو کیوں بے نقاب کرنا چاہتا ہے۔“

”وہ جانتا ہے کہ ایکس ٹو پر ہاتھ ڈالے بغیر یہاں قدم نہ جما سکے گا کیونکہ اُس سے پہلے بھی نہ جانے کتنے یہاں آئے اور یہیں دفن ہو گئے۔“

خاور کچھ نہ بولا۔ وہ کسی گہری سوچ میں ڈوب گیا تھا۔ پھر کچھ دیر بعد اُس نے پوچھا۔ ”کیوں یہ ایکس ٹو کا خیال ہے کہ وہ آدمی وہی چھ انگلیوں والا ہے۔“

”ہاں ایکس ٹو کا خیال ہے لیکن وہ بھی ابھی اس کی صحیح رہائش گاہ سے واقف نہیں ہو سکا۔“

”تب تو عمران صاحب! آپ غلطیوں پر غلطیاں کر رہے ہیں۔ میں پھر عرض کروں گا کہ سوجھ بوجھ سے کام لیجئے۔ چھ انگلیوں والا بہت شاطر اور کسی بھینسے کی طرح مضبوط ہے۔ پچھلی جنگ عظیم کے دوران سنگاپور میں اُس سے سابقہ پڑا تھا.... اُن دنوں وہ جاپان کے لئے کام کر رہا تھا۔ اتفاق سے ہم اُس سے ٹکرا گئے.... ایک موقع پر ہم چھ آدمیوں نے اُسے گھیرا.... یقین کیجئے! ہم میں سے صرف دو آدمی زندہ بچے تھے۔ ایک میں اور دوسرا ایک اینگلو برمیز تھا.... وہ تنہا ہم میں سے چار کو ختم کر کے نکل گیا۔“

”ہام.... تو کیا اب وہ تمہیں پہچان سکے گا۔“

”مشکل ہے کیونکہ ہم سب میک اپ میں تھے۔“

عمران کچھ نہ بولا۔ وہ کسی سوچ میں پڑ گیا۔

◆

دوسری صبح ہلینا پھر آئی۔ اُس کی آنکھوں سے صاف ظاہر ہو رہا تھا جیسے وہ رات بھر جاگتی رہی ہو۔ عمران نے لپک کر اُس کا استقبال کیا مگر اس کے چہرے پر جھلاہٹ کے آثار نظر آتے رہے۔

"میں اب تمہارے لئے کچھ نہیں کر سکتی۔" اُس نے غصیلی آواز میں کہا۔

"ہم نہیں سمجھے تم کیا کہنا چاہتی ہو۔"

"میں نے تم سے کہا تھا کہ اب روجر کو نہ چھیڑنا....!"

"ہم کل سے اسی کمرے میں بند ہیں! ہمیں اپنا وعدہ آج بھی یاد ہے۔"

"رات روجر پر گندے انڈے پھینکے گئے تھے۔"

"روجر پر گندے انڈے؟" عمران نے غصیلی آواز میں دہرایا۔

"ہاں....!"

"ہمارے آدمی سخت نالائق ہوتے جا رہے ہیں۔ گندے انڈے تو ایک دوسرے آدمی پر پھینکنے چاہئے تھے روجر کے لئے ہم نے ہدایت دی تھی کہ اس پر گندی نالیوں کا کیچڑ پھینکا جائے۔ ہمیں افسوس ہے مس ہلینا! خیر اب سہی۔"

"میں کہتی ہوں کیوں اپنے پیچھے پڑے ہو۔ وہ یہیں گھس کر تمہیں قتل کر دیں گے۔"

"ہمیں اُس دن کا شدت سے انتظار ہے۔"

"چلو آج ہی وہ انتظار بھی ختم ہو جائے گا۔ مجھے اب تم سے ذرہ برابر بھی ہمدردی نہیں رہ گئی۔ کیونکہ تمہاری وجہ سے خود میری زندگی بھی خطرے میں پڑ گئی ہے۔ اگر اس پر پچھلی رات کو گندے انڈے نہ پھینکے گئے ہوتے تو شائد آج معاملہ رفع دفع ہو چکا ہوتا۔"

"اگر نہیں ہوا تو ہمارا کیا بگڑے گا۔"

"ممکن ہے تمہارا کچھ نہ بگڑے لیکن میں تو ماری ہی ڈالی جاؤں گی۔"

"تمہارا معاملہ ہماری سمجھ سے باہر ہے۔ آخر تم اپنے ساتھیوں سے اتنا ڈرتی کیوں ہو۔ وہ کیسے لوگ ہیں اور اُن سے تمہارا کیا تعلق ہے....اگر ہمارا کوئی دوست ہمارے لئے کسی کام کے کرنے سے انکار کر دے تو ہم اُس کا کیا بگاڑ لیں گے۔ مگر تم کہتی ہو کہ اگر تم نے ہمیں یہاں سے باہر نہ نکالا تو وہ تمہیں مار ڈالیں گے۔"

”میں تفصیل میں نہیں جانا چاہتی۔“

”ہاں تفصیل میں گئے بغیر ہی اگر آسانی سے جان نکل سکے تو تفصیل میں جانے کی کیا ضرورت ہے۔“ عمران نے سر ہلا کر کہا۔

وہ اُسے غصیلی نظروں سے گھورتی رہی پھر بولی۔ ”بے ہمت! چلو گے میرے ساتھ۔“

”ہم ہر وقت تیار ہیں۔“

”کیا تم میں ان لوگوں کا مقابلہ کرنے کی سکت ہے۔“

”یقیناً ہے! ورنہ اب تک ہم نے پولیس طلب کر لی ہوتی۔ ارے تم پرنس آف ڈھمپ کو کیا سمجھتی ہو۔ ہم ہائی نس کی بجائے ہیوی نس کہلاتے ہیں۔“

”ہیوی نس....!“

”ہاں.... ہم پہاڑی علاقے کے نواب ہیں نا۔“

”ارے ختم کرو۔“ وہ جھلا کر بولی۔ ”تم مجھے جہنم ہی کے نواب معلوم ہوتے ہو۔ تم پر کسی بات کا اثر ہی نہیں ہوتا۔ کیا تمہارے جسم میں کوئی خبیث روح حلول کر گئی ہے۔“

”جب ہمیں کسی عورت پر غصہ آتا ہے تو ہم بالکل خاموش ہو جاتے ہیں۔ ہپ!“ عمران نے مضبوطی سے اپنے ہونٹ بند کر لئے۔

”سنو! اسکیم یہ ہے کہ میں آج تمہیں دن بھر شہر کے مختلف مقامات کی سیر کراتی رہوں اور اُس کے بعد ایک مخصوص جگہ پر لے جاؤں۔“

”اس سے کیا فائدہ ہوگا۔ تم نے تو کہا تھا کہ وہ کسی سڑک ہی پر میرا جسم چھلنی کر دیں گے۔“

”مگر اب وہ ایسا نہیں کرنا چاہتے۔ اس طرح وہ خواہ مخواہ ہزاروں آدمیوں کو اپنی طرف متوجہ کر لیں گے۔“

”ارے جب مرنا ہی ہے تو تھک کر مرنے سے کیا فائدہ.... خواہ مخواہ ادھر اُدھر مارے مارے پھریں اور اس کے بعد کسی جگہ ٹھکانے لگا دیئے جائیں بھئی تم ہمیں براہِ راست وہیں لے چلو جہاں ہمیں مرنا ہے۔“

”روجر تم سے زیادہ عقل مند ہے۔ وہ جانتا ہے کہ اب تم جب بھی باہر نکلو گے تمہارے آس پاس تمہارے آدمی بھی موجود ہوں گے۔ لہٰذا اس طرح وہ تمہارے آدمیوں سے متعلق اندازہ لگانا چاہتا ہے۔“

”اوہ.... ہم سمجھے! اس طرح وہ ہمارے آدمیوں کو بھی ٹھکانے لگانا چاہتا ہے۔“

"بہت دیر میں سمجھے۔ اب مجھے دیکھنا ہے کہ تم کیا کرتے ہو۔"

"یہ روجر تو ہمیں بالکل گدھا معلوم ہوتا ہے۔ بھلا اس کی عقل میں یہ اسکیم کیسے آئی۔"

"تم آخر خود کو کیا سمجھتے ہو۔ دوسروں کو حقیر سمجھنا بہت بڑی نادانی ہے۔ روجر اپنے آگے کسی کو کچھ نہیں سمجھتا تھا۔ لیکن اُس نے جوتے کھائے اور اس پر گندے انڈوں کی بارش ہوئی۔ غرور کا سر نیچا ہوتا ہے۔"

"اچھا ایک بات سنو....!" عمران نے سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے کہا۔

"ہمارا ارادہ ہے کہ ہم اس معاملے پر بہت زیادہ عقلمندی کا ثبوت پیش کریں۔"

"وہ کیا؟"

"تم اب واپس ہی نہ جاؤ۔"

"کیوں؟"

"ظاہر ہے کہ ہم بالکل ہی گدھے نہیں ہیں کہ خواہ مخواہ اپنا جسم چھلنی کرا ڈالیں مگر ہم یہ بھی نہیں چاہتے کہ ہمارے عوض تم مار ڈالی جاؤ۔"

"آہا تو تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ میں اب اپنے آدمیوں میں واپس نہ جاؤں۔"

"ہاں ہم یہی سوچ رہے تھے۔"

"وہ تحت الثریٰ میں بھی مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

"اُف فوہ! تو کیا یہ ڈاکوؤں کا کوئی گروہ ہے۔"

"یہی سمجھ لو۔"

"مگر.... تم نے تو کچھ اور بتایا تھا۔"

"ڈاکو اپنے گلے میں سائن بورڈ لٹکا کر نہیں چلتے!"

"اَب تو ہمیں خوف محسوس ہو رہا ہے!"

"ہاہا؟" ہلینا نے ایک ہذیانی سا قہقہہ لگایا۔ پھر بولی۔ "مگر میں ابھی زندہ رہنا چاہتی ہوں۔"

"یہ ناممکن ہے۔ ہم میں سے ایک کو یقینی طور پر مرنا ہوگا...." عمران نے کہا۔

"تم ابھی تک اُسے مذاق ہی سمجھ رہے ہو۔ یہ بہت بُری بات ہے۔" وہ جھلا گئی۔

"ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ تمہیں کس طرح یقین آئے گا۔" عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "اچھا یہ بتاؤ یہ روجر ہی اس گروہ کا سرغنہ ہے۔"

"تم یہ سب کیوں پوچھ رہے ہو۔"

”تاکہ اُس کے متعلق کچھ اندازہ کر سکیں۔ ہمارے والد صاحب اکثر فرمایا کرتے ہیں کہ ڈاکوؤں کے سرغنے عموماً بہت چالاک ہوتے ہیں لہٰذا بہت مشکل سے قابو میں آتے ہیں۔“

”روجر اس گروہ کا ایک معمولی سا ممبر ہے۔ گروہ کے سرغنہ کی چالاکی کا تصور کرنا بھی تمہارے لئے محال ہوگا۔“

”کیوں!“

”ہم اسے جانتے ہیں! لیکن پھر بھی نہیں جانتے۔“

”کیوں؟“

”اُس نے کبھی ہمیں اپنی شکل نہیں دکھائی۔ ہمیشہ چہرے پر نقاب رہتی ہے۔“

”اوہ.... ارے باپ رے۔“ عمران خوفزدہ آواز میں بولا۔

”کیوں کیا ہوا....!“

”پردہ نشین عورتوں سے تو ہمیں اور بھی ہول آتا ہے۔“

ہلینا ہنس پڑی۔ کچھ دیر ہنستی رہی اور پھر بولی۔ ”وہ کوئی عورت نہیں ہے بلکہ ایک خونخوار مرد ہے۔“

”تب تو کوئی پرواہ نہیں، ہم گھونگھٹ میں ہاتھ ڈال کر اُسکی ڈاڑھی پکڑ لیں گے، بے فکر رہو۔“

”تم باتیں ہی بناتے رہو گے یا کچھ کرو گے بھی۔“

”آہا.... ہاں تو وہ مخصوص جگہ کون سی ہے۔“

”یہ ابھی نہیں بتایا گیا۔ کہیں راستے ہی میں معلوم ہوگا۔ مطلب یہ کہ جب ہم سیر کے لئے نکلیں گے یہاں کی تاریخی عمارتیں دیکھتے ہوں گے اُسی وقت کسی نہ کسی طرح مجھے اطلاع دے دی جائے گی کہ تمہیں فلاں جگہ لے جاؤں۔ اسی سے مجھے شبہ ہوتا ہے کہ سرغنہ کو اب مجھ پر بھی اعتماد نہیں رہا۔“

”ہاں یہ ممکن ہے۔“

”اس طرح اگر میں تمہیں حالات سے باخبر بھی کردوں تو تم کچھ نہیں کر سکتے۔ اپنے آدمیوں کو آگاہ کر کے اگر اپنی حفاظت کا انتظام کرو تو وہ بھی بیکار ہی ہوگا۔ تمہارے سارے آدمی اُن کی نظروں میں آجائیں گے۔“

عمران کچھ سوچنے لگا۔ ہلینا بھی خاموش ہوگئی۔ لیکن وہ اُسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

”تم یہیں ٹھہرو....!“ عمران نے کہا۔ ”میں ذرا اس مسئلے پر اپنے سیکریٹری سے بھی گفتگو کرلوں۔“

”ایک گھنٹے بعد ہمیں یہاں سے روانہ ہو جانا چاہئے۔“ ہلینا بولی۔

"پرواہ مت کرو۔ یہی ہو گا۔" عمران نے کہا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

◆

ٹیکسی سڑکوں پر فراٹے بھر رہی تھی اور عمران اتنے مزے میں چہک رہا تھا جیسے حقیقتاً زندگی میں پہلی بار شہر کی تاریخی عمارتیں دیکھنے جا رہا ہو۔ ہلینا بار بار مڑ کر پیچھے دیکھنے لگتی تھی۔

آخر اُس نے کہا۔ "ٹھفرل! کیا واقعی تم خودکشی ہی کے ارادے سے نکلے ہو۔"

"ہم فضول باتوں کا جواب نہیں دیا کرتے۔"

"دیکھو! اس مسئلے پر سنجیدگی سے غور کرو۔ میں سمجھتی ہوں کہ تم پر قابو پانے کے بعد بھی وہ مجھے نہیں چھوڑیں گے۔"

"اسی لئے تو ہمیں اطمینان ہے کہ ہم اپنی قبر میں تنہا نہیں ہوں گے! بھلا وہ الگ الگ گڑھے کھودنے کی زحمت کیوں گوارا کرنے لگے ایک ہی میں دونوں کو دفن کر دیں گے۔"

"خدا تمہیں غارت کرے۔ تم نے مجھے بڑی مصیبت میں پھنسا دیا۔"

"ہم دونوں ہی غارت ہو جائیں گے۔ مگر سنو ہمیں اطلاع ملی ہے کہ دوسری دنیا میں بھی کھانے پینے اور عیش کرنے کا معقول انتظام رہتا ہے اس لئے تمہیں اس کی بھی فکر نہ ہونی چاہئے۔"

"میں اَب کچھ نہیں بولوں گی.... اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تم پاگل ہو۔"

"آہا.... تو تم یہ بھی جانتی ہو! مگر ہمیں حیرت ہے کہ تمہیں یہ کیسے معلوم ہو گیا کیونکہ ہماری دانست میں ہمارے والد صاحب کے علاوہ اور کسی کو اس کا علم نہیں تھا۔ ہاں وہ اکثر کہتے ہیں کہ ہم پاگل ہیں۔ بچپن میں عموماً شہتوت کے درخت ہی پر سویا کرتے تھے اور کہتے تھے....!"

"خاموش رہو۔ مجھے سوچنے دو۔"

"سوچو....!"

"مجھے یقین ہے کہ تمہارے کسی آدمی نے ابھی تک ہمارا تعاقب نہیں کیا۔ دور تک سڑک سنسان پڑی ہے۔"

"مجال ہے اُن کی کہ ہمارا تعاقب کر سکیں۔ ایک ایک کی کھال کھنچوا لیں ہم!"

"تم موت کے منہ میں جا رہے ہو کتنی بار بتاؤں۔ خدا کے لئے سنجیدگی اختیار کرو۔ تم میں وہ

خطرناک آدمی بھی دلچسپی لے رہا ہے جس کی شکل ہم نے کبھی نہیں دیکھی۔ میرا خیال ہے کہ وہ بھی وہاں موجود ہوگا۔“

”اس سرخ رنگ کے سوالیہ نشان کا کیا مطلب تھا جو تمہیں کل ملا تھا۔“

”وارننگ! جسے بھی یہ نشان سرخ رنگ میں ملتا ہے وہ خود کو محفوظ نہیں سمجھتا۔ یہ اُس خطرناک آدمی کے عتاب کی علامت ہے۔“

”لیکن تمہیں کس سلسلے میں وارننگ ملی ہے۔“

”اسی سلسلے میں کہ میں نے تم سے ربط و ضبط کیوں بڑھایا.... جب بھی کسی کو یہ نشان ملتا ہے اُسے ہر حال میں اُس آدمی تک پہنچنا ہوتا ہے۔“

”آہا.... ایک دن تم نے رونیک میں ایسا ہی ایک نشان روجر کو بھی دیا تھا.... ہمیں یاد ہے۔ غالباً اُسی دن جب وہ ہم پر دھونس جمانے کی کوشش کر رہا تھا.... مگر ہمارا خیال ہے کہ اس کی رنگت سرخ نہیں تھی۔“

”وہ معمولی پیغام تھا۔ بس اتنا ہی کہ نقاب پوش کے سامنے روجر کی طلبی ہے! یہ کارڈ ہم میں سے ہر ایک کے پاس ہوتے ہیں۔ وہ اُس وقت روجر کو طلب کرنا چاہتا تھا لیکن براہِ راست نہیں طلب کر سکتا تھا کیونکہ روجر کسی ایسی جگہ نہیں تھا جہاں اُسے فون پر براہِ راست اُس کا پیغام مل سکتا۔ اُس نے اُسے فون ہی پر مخاطب کرنے کی کوشش کی ہوگی لیکن ظاہر ہے کہ وہ اپنے ہوٹل میں نہیں تھا اس لئے ہم میں سے ہر ایک کو مطلع کیا گیا کہ اُس تک پیغام پہنچا دیا جائے۔ ہم میں سے ہر ایک روجر کی تلاش میں نکل پڑا ہوگا۔ میں بھی اسی غرض سے اپنے کمرے سے نکلی تھی وہ مجھے اپنے ہی ہوٹل کے ڈائیننگ ہال میں مل گیا۔ میں نے اُسے نشان دکھایا اور وہ فوراً اٹھ گیا۔“

”ارے تو یہ پیغام زبانی بھی دیا جا سکتا تھا کہ وہ اُس سے ملنا چاہتا تھا۔“

”نہیں....! جب ہمارا کوئی آدمی کسی اجنبی کے ساتھ ہوتا ہے تو ہم کسی نہ کسی طرح اُسے وہ نشان دکھا کر اشاروں سے پیغام پہنچاتے ہیں۔“

”لیکن دوسرا اجنبی اُس نشان پر نظر پڑتے ہی الجھن میں ضرور مبتلا ہو جاتا ہوگا کہ وہ کیا بلا تھی ہمارے خیال سے تو یہ طریقہ ناقص ہے۔“

”اب میں کیا بتاؤں۔ میں تمہیں بالکل بدھو سمجھتی تھی اسی لئے تمہاری نظر اس نشان پر پڑ گئی تھی ورنہ تمہارے فرشتوں کو بھی علم نہ ہوتا کہ میں نے اُسے وہ نشان کب دکھایا۔“

”سرخ نشان پر تمہارا کیا حشر ہوا تھا۔“

"حاضری تو بہر حال دینی پڑتی ہے۔ لیکن معاملات کی نوعیت کا علم کسی حد تک پہلے ہی سے ہو جاتا ہے۔ سرخ نشان ملتے ہی ہم سوچتے ہیں کہ ہمیں خطرے سے دوچار ہونے کے لئے تیار رہنا چاہئے کیونکہ اس کا مطلب عتاب بھی ہو سکتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ ہمیں کسی خطرناک مہم میں جھونک دے گا۔"

"تو کل تم یہ نشان ملنے کے بعد اُس کے پاس گئی تھیں۔"

"ہاں! میں اُس کے پاس گئی تھی۔ لیکن وہ خلاف توقع بہت نرمی سے پیش آیا اور اُس نے بتایا کہ سرخ نشان غلطی سے میرے پاس پہنچا دیا گیا تھا۔ حقیقتاً معمولی نشان پہنچنا چاہئے تھا جس کا مطلب حاضری کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوتا.... میں نے سوچا ممکن ہے روجر نے عتاب والا سرخ نشان بھجوا دیا کیونکہ ان دنوں وہ مجھ سے بہت زیادہ خفا ہو گیا ہے.... بہر حال ہمارے سرغنہ نے یہی کہا تھا کہ میں اب بڑی الجھن میں ہوں کہ یہ صرف روجر کا نجی معاملہ تھا۔ آخر سرغنہ کو بھی اس سے کیوں دلچسپی ہو گئی ہے۔"

"ہو سکتا ہے کہ وہ ہمارے دیدار سے اپنے دل کو سرور اور آنکھوں کو نور بخشنا چاہتا ہو۔ کیونکہ ہمیں دیکھنے کے لئے بہت دور دور سے لوگ آتے ہیں۔"

"اچھا اب تم اپنی بکواس بند کرو۔ میں اپنے ضمیر کا بار ہلکا کر چکی ہوں۔ یعنی تمہیں پہلے ہی خطرات سے آگاہ کر دیا تھا۔ تم نے دھیان نہیں دیا۔ یہ تمہارا فعل ہے۔"

"اچھا اب خاموش رہو۔ ہم بھی کچھ دیر خاموش رہ کر سوچنا چاہتے ہیں۔"

بلینا کچھ نہ بولی۔ البتہ اُس کے چہرے سے صاف ظاہر ہو رہا تھا جیسے وہ دل ہی دل میں کسی بات پر پچھتا رہی ہو۔

سورج غروب ہو چکا تھا اور اب آہستہ آہستہ افق کے رنگین لہریوں پر تاریکی کا غبار مسلط ہو چکا تھا۔ ٹیکسی ایک ویران راستے پر جا رہی تھی۔ یہ سڑک پختہ ہی تھی لیکن اب وہ شہر سے باہر آ رہے تھے۔

دفعتاً ایک جگہ بلینا نے ڈرائیور سے رکنے کو کہا عمران کو بائیں جانب ایک بڑی عمارت نظر آئی اور یہاں اس جگہ صرف یہی ایک عمارت تھی۔ لیکن عمارت ویران نہیں معلوم ہوتی تھی کیونکہ اُس کی متعدد کھڑکیاں روشن نظر آ رہی تھیں۔ آرکسٹرا کی موسیقی باہر سے بھی سنی جا سکتی تھی۔

"یہ نوجوانوں کا کلب ہے۔" بلینا نے کہا۔

"شائد ہم ابھی حال ہی میں جوان ہوئے ہیں۔" عمران نے خوش ہو کر کہا۔

"چلو باتیں مت بناؤ! اُترو.... یہ بڑی پُر تفریح جگہ ہے تمہاری طبیعت خوش ہو جائے گی۔

"پہلے ہی سے ہم باغ باغ ہوئے جا رہے ہیں۔" عمران بھی ٹیکسی سے اُتر آیا اور پھر اُس نے دن بھر کا کرایہ ادا کیا۔ وہ دونوں عمارت کے برآمدے میں آئے! موسیقی کی آواز کافی تیز تھی۔

"آہا... جاز بج رہا ہے۔" عمران نے خوش ہو کر کہا۔ "کیوں نہ ہم جاز ناچتے ہوئے اندر چلیں۔"

"اب جاز صرف سننے کے لئے ہے۔ اس پر رقص کرنا دقیانوسیت ہے۔"

"ارے چھوڑو.... بھی آؤ....!"

عمران نے اُس کی طرف ہاتھ بڑھائے۔

"مجھے نہیں آتا....!"

"میں سکھادوں گا۔" عمران نے اُسے زبردستی اپنی طرف کھینچ لیا اور دونوں ناچتے ہوئے اندر داخل ہو گئے۔

یہ ایک بڑا کمرہ تھا اور شائد ہال ہی کی حیثیت سے استعمال کیا جاتا تھا.... عمران داخل تو ہوا تھا بڑے کھلنڈرے موڈ میں لیکن پھر یک بیک اُسے چھوڑ کر ایک طرف ہٹ گیا کیونکہ سب سے پہلے اس کی نظر روجر ہی پر پڑی تھی اور اس کمرے میں سات آدمیوں سے زیادہ نہیں تھے۔ ان میں سے ایک نقاب پوش تھا۔

روجر کے ہونٹوں پر ایک سفاک سی مسکراہٹ پھیل رہی تھی۔

"تم نے مجھے دھوکا دیا...." دفعتاً عمران بلینا کو گھونسہ دکھا کر حلق کے بل چیخا اور بلینا اس انداز میں ہنس پڑی جیسے وہ سچ مچ اُسے دھوکہ دے کر یہاں لائی ہو۔

"اب تمہاری شہزادگی کا کیا بنے گا۔" روجر غرایا۔

عمران کچھ نہ بولا۔ اُس کے چہرے پر خوف کے آثار صاف دیکھے جا سکتے تھے۔

بلینا نے نہ جانے کیوں اُس کی طرف سے منہ پھیر لیا تھا۔

"روجر.... ایک منٹ" نقاب پوش ہاتھ اٹھا کر بولا اور عمران اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔ یہ ایک چھوٹے قد کا آدمی تھا اور اس کے ہاتھوں میں سفید دستانے تھے۔

"تم کون ہو....!" اُس نے عمران سے پوچھا۔

"ہائیں.... یہ کون بدتمیز ہے جو ہم سے اس طرح ہم کلام ہونے کی کوشش کر رہا ہے جیسے ہم اس کے برابر کے ہوں۔" عمران نے بلینا کو مخاطب کر کے کہا۔

"بیکار.... باتیں نہ چھیڑو دوست....!" نقاب پوش نے سرد لہجے میں کہا۔ "میں جانتا ہوں

تم کون ہو!"

"اس کے باوجود بھی بد تمیزی سے پیش آ رہے ہو۔ ہمارے غضب سے ڈرو۔ ہم بکرے کو مرغا بنا دیتے ہیں۔"

"علی عمران تم مجھے دھوکا نہیں دے سکتے۔ میں جانتا ہوں کہ تم اکثر پولیس کے لئے بھی کام کرتے رہتے ہو۔"

"اچھی طرح.... لیکن تم نے اس لڑکی کو اپنی طرف کیوں متوجہ کیا تھا۔"

"یہ خود ہی متوجہ ہو جاتی ہیں۔ میں تو لڑکیوں سے اُسی طرح دور بھاگتا ہوں جیسے شیر بکری سے۔"

دفعتاً.... دو آدمی اور ہال میں داخل ہوئے۔

"کیسا رہا....!" روجر نے اُن سے پوچھا۔

"تعاقب کیا ہی نہیں گیا۔" ایک نے رومال سے اپنی پیشانی رگڑتے ہوئے کہا۔ "دور دور تک سناٹا ہے۔ ٹیکسی واپس جا چکی ہے۔"

"تمہیں یقین ہے کہ تعاقب نہیں کیا گیا۔" نقاب پوش نے پوچھا۔

"ہم اچھی طرح یقین کر چکے ہیں جناب عالی....!"

"پھر اسے کیا سمجھا جائے....!" نقاب پوش نے روجر سے پوچھا۔

"ہو سکتا ہے وہ بات نہ ہو جو آپ نے سوچی تھی بلکہ یہ لڑکیوں پر ڈورے ڈالنے ہی کا ہتھکنڈا ہو۔ لیکن میں اس آدمی کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

"کیوں؟ میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے۔" عمران خوف زدہ سی آواز میں بولا۔

"تم نے....!" وہ دانت پیس کر بولا۔ "پہلے میں تمہیں جوتے سے پیٹوں گا اور پھر قتل کر دوں گا۔"

"نہیں پہلے قتل کر دو! پھر جوتے سے پیٹنا ورنہ ہو سکتا ہے تمہارا ہاتھ تمہارے ہی سر پر پڑے۔ اگر میں واقعی علی عمران ہوں تو اُس کے علاوہ اور کچھ نہ ہوگا.... آزمائش شرط ہے! آؤ۔"

"جوتا لاؤ....!" روجر ایک آدمی کی طرف دیکھ کر دہاڑا۔

وہ آدمی ایک دروازے میں داخل ہو کر غائب ہو گیا۔ پھر فوراً ہی پلٹ بھی آیا اس کے ہاتھ میں ایک پھٹا پرانا جوتا تھا.... روجر نے اُس کے ہاتھ سے جوتا لے لیا اور عمران پر چھلانگ لگائی۔

لیکن جوتا خود اُس کے منہ پر پڑا اور وہ دوسری طرف الٹ گیا۔ ہلینا کے حلق سے ہلکی سی چیخ نکلی۔ یہ خوشی کے اظہار کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔ لیکن یہ بے ساختگی ہی تھی۔ شائد دیدہ دانستہ وہ

ایسا نہ کر سکتی۔

روجر نے ریوالور نکال کر فائر جھونک مارا.... عمران جانتا تھا کہ یہ شکست ایسے ہی رد عمل کی حامل ہو گی۔ اس لئے وہ غافل نہیں تھا.... لیکن ریوالور سے نکلی ہوئی گولی تو کسی نہ کسی کے مقدر میں لکھی ہی ہو گی۔ روجر کا ایک ساتھی چیخ کر ڈھیر ہو گیا.... اور روجر بوکھلاہٹ میں ریوالور پھینک کر کھڑا ہو گیا۔

"یہ کیا کیا تم نے گدھے؟" نقاب پوش دھاڑا۔

روجر صرف ہونٹ ہلا کر رہ گیا۔ ادھر اتنی دیر میں عمران کا ریوالور نکل آیا تھا۔ "اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ....!"

"تم ریوالور.... زمین پر ڈال دو۔ ورنہ چھلنی کر دیئے جاؤ گے۔" نقاب پوش بولا۔

"میں تم سے کہہ رہا ہوں ہاتھ اٹھا دو....!" عمران نے کہا لیکن اچانک اُس کی نظر سامنے والی دیوار سے لگے ہوئے ایک آئینے پر پڑی جس میں ایک آدمی کا عکس دکھائی دے رہا تھا۔ اُس کے ہاتھ میں ٹامی گن تھی اور وہ اُس کی پشت والی کھڑکی میں تھا۔ یہ کھڑکی فرش سے تقریباً آٹھ فٹ کی بلندی پر ضرور رہی ہو گی۔

یک بیک اُس کا ریوالور والا ہاتھ پیچھے گیا۔ ایک شعلہ نکلا اور وہ آدمی ٹامی گن سمیت نیچے چلا آیا۔ یہ سب کچھ اتنی جلدی ہوا تھا کہ کسی کو کچھ سوچنے سمجھنے کا موقعہ ہی نہ مل سکا۔ عمران نے اُن کی حیرت سے فائدہ اٹھایا.... جب تک وہ دوبارہ سنبھلتے ٹامی گن اس کے قبضے میں آ چکی تھی۔ اُس نے آئینے ہی میں دیکھ کر اندازے سے اُس آدمی کا نشانہ لیا تھا۔

"روجر....!" نقاب پوش غصیلی آواز میں غرایا۔ "اب کھڑا منہ کیا دیکھ رہا ہے یہ سب کچھ تیری ہی وجہ سے ہوا ہے.... دو بہترین آدمی مفت میں ضائع ہوئے۔"

"جی ہاں....!" ہلینا ہذیانی انداز میں چیخی۔ "یہ اس کی وجہ سے ہوا ہے۔ مجھے کسی دوسرے سے ملتے دیکھ کر پاگل ہو جاتا ہے۔ اس سے پوچھئے کیا میں اس کی بیوی ہوں.... یا اس نے مجھے خریدا ہے۔"

نقاب پوش کچھ نہ بولا۔ وہ روجر کو گھور رہا تھا۔

"اِدھر دیکھو....!" عمران نے اُسے مخاطب کیا۔ "کیا تم اپنے داہنے ہاتھ کا دستانہ اتار سکو گے۔ میں تمہاری انگلیاں گننا چاہتا ہوں۔"

یک بیک نقاب پوش اپنی جگہ پر اچھل پڑا اور اب اُس نے بھی اپنے دونوں ہاتھ اٹھا دیئے۔

”تمہیں ایکس ٹو کی تلاش تھی۔“ عمران بولا۔ ”میں تمہیں اُس سے ضرور ملاؤں گا۔ تم خود کو بہت ذہین سمجھتے ہو۔ لیکن اپنے جال میں خود ہی پھنس کر رہ گئے۔“

”تم پتہ نہیں کیا کہہ رہے ہو میں قطعی نہیں سمجھا۔“ نقاب پوش بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

”میں تمہیں ضرور سمجھاؤں گا.... ایکس ٹو ایسا آدمی نہیں ہے جسے تم جیسے مینڈک بیوقوف بنا سکیں۔ تم نے بڑی احتیاط سے جال بچھایا تھا لیکن ایکس ٹو کی نظروں میں اس کی کیا وقعت ہو سکتی ہے.... تنویر اور صفدر بلاشبہ تمہاری نظروں میں آگئے ہیں.... جولیانا آج تک نہیں آسکی۔ وہ ایک غیر متعلق عورت تھی جو تمہارے آدمیوں کو میونسپل ٹاور کے نیچے گلدستہ لئے ہوئے ملی تھی.... تمہارا آدمی اس کا تعاقب کر رہا تھا اور میں تمہارے آدمی کے پیچھے تھا! اُس نے رپورٹ ہلینا کو دی اور دوسرے ہی لمحے میں ہلینا خود ہی میرے گرد چکر لگا رہی تھی.... ایکس ٹو بہت بڑی چیز ہے دوست! وہ ایسے معمولی قسم کے کام مجھ جیسے گدھوں کے سپرد کر دیتا ہے۔ اگر خود ہی تمہارے مقابلے پر اتر آیا ہوتا تو اب تک تمہاری ہڈیوں کا پتہ نہ چلتا.... اور میں نے بھی بس یونہی چٹکی بجاتے کام نکال لیا۔ بس جو پتھر تم نے ایکس ٹو پر پھینکا تھا وہی تم پر لوٹا دیا گیا.... روجر پر جوتوں اور انڈوں کی بارش کے ساتھ ہی ساتھ تم لوگوں پر دیوانگی کے دورے بھی پڑنے لگے اور تمہارا پورا گروہ ایکس ٹو کے ماتحتوں کی نظروں میں آگیا.... اور آج جب اس لڑکی نے یہاں کی پرانی عمارات دیکھنے کا پروگرام بنایا تو میں سمجھ گیا کہ اسے کسی اسکیم کے تحت میرے پاس بھیجا گیا ہے.... اس لئے میں نے اُس سے یہ معلوم کر لیا کہ وہ سب سے پہلے کہاں جائے گی! میں نے ایکس ٹو کو فون پر اطلاع دی اس نے فوراً ہی وہاں چار ایسی ٹیکسیاں بھجوا دیں جنہیں اُسی کے آدمی ڈرائیو کر رہے تھے.... جب ہم دونوں باہر نکلے تو اُن چاروں ٹیکسیوں کے علاوہ کوئی پانچویں وہاں تھی ہی نہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اپنا ہی ایک آدمی مستقل طور پر شروع سے آخر تک ہمارے ساتھ رہا.... مگر تمہارے آدمی خبر لاتے ہیں کہ دور دور تک کسی کا پتہ نہیں.... کیا تم ایکس ٹو یا اس کے کسی آدمی کو اتنا ہی احمق سمجھتے ہو کہ وہ تمہاری بچگانہ چالوں کو نہ سمجھ سکے گا۔ ارے اس آج کی تفریح کا مقصد اسکے علاوہ اور کیا تھا کہ ایکس ٹو کے کچھ اور آدمی بھی تمہاری نظروں میں آجائیں اور یہ تم نے جوتوں اور انڈوں کی بارش ہی سے سمجھ لیا تھا کہ ایکس ٹو ہی تمہاری راہ پر لگ گیا ہے۔“

”یہ سب کچھ اس عورت کی بدولت ہوا ہے۔“ روجر دہاڑا۔

”میرا دعویٰ ہے کہ اس نے اسے سب کچھ بتا دیا تھا۔“

”تم کمینے ہو.... جھوٹے ہو! خاموش رہو۔“ ہلینا چیخی.... لیکن پھر اس کی یہ چیخ بہت طویل

ہو گئی کیونکہ روجر نے عمران کو غافل دیکھ کر بلینا پر فائر کر دیا تھا وہ بے دم ہو کر گر پڑی۔ ... اس کا دوسرا شکار غالباً عمران ہی تھا لیکن دوسرے ہی لمحے میں عمران کے ہاتھ میں دبی ہوئی ٹامی گن چیخنے لگی چار آدمی بیک وقت گرے اُن میں روجر بھی تھا۔

اس افراتفری میں کئی ریوالور اور نکل آئے... اس بار نقاب پوش نے بھی عمران پر فائر کیا تھا لیکن وہ بال بال بچا... ویسے ٹامی گن کی گولیاں بھی اُس پر نہ پڑ سکیں وہ دروازے کی طرف بھاگا تھا۔

عمران کی ٹامی گن بچے کھچے آدمیوں کو بھی چاٹ گئی۔ پچویشن ہی ایسی تھی.... اگر وہ ایسا نہ کرتا تو تقریباً چار ریوالوروں کی گولیاں اس پر ایک ساتھ پڑتیں!

دس لاشیں.....اور گہرا سناٹا....

دفعتاً عمران چونک پڑا.... نقاب پوش وہاں نہیں تھا۔ وہ اُسی دروازے کی طرف جھپٹا جدھر اُس نے اُسے جاتے دیکھا تھا... اُسے توقع تھی کہ بلیک زیرو اور نعمانی نے اُسے سنبھال لیا ہوگا۔

اچانک اُس نے پے درپے کئی فائروں کی آوازیں سنیں اور آواز کی سمت دوڑتا چلا گیا....اور پھر وہ اُس کمرے میں آ پہنچا جہاں دروازے کی آڑ سے نقاب پوش کسی پر گولیاں برسا رہا تھا اُس کی پشت عمران کی طرف تھی۔

”ریوالور زمین پر ڈال دو۔“ عمران نے آہستہ سے کہا۔

لیکن اُس نے پلٹ کر عمران پر بھی فائر جھونک دیا.... گولی اُس کے بائیں شانے پر سے نکل گئی عمران بس تھوڑا سا ترچھا ہو گیا تھا۔

پھر دوسرے ہی لمحہ میں ٹامی گن عمران کے ہاتھ سے نکل کر اُس کے چہرے پر پڑی اور وہ کراہ کر دیوار سے ٹک گیا.... بس اتنا ہی موقعہ بہت تھا۔ عمران نے اس پر چھلانگ لگائی اور دونوں ہی فرش پر چلے آئے۔ ریوالور اُس کے ہاتھوں سے پہلے ہی نکل چکا تھا۔

”اے کون ہے!“ عمران چیخا۔ ”اب فائر مت کرنا۔ یہ میری گرفت میں ہے۔“

دوسرے ہی لمحے میں دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز آئی اور سارجنٹ نعمانی کمرے میں داخل ہوا۔ اتنی دیر میں عمران کے گھونسے نقاب پوش کو پست کر چکے تھے۔

”ایکس ٹو....!“ نعمانی ہانپتا ہوا بولا۔ ”وہ یہاں تھا.... میں نے اُسے دیکھا ہے۔ وہ فائر فائیٹرز کے لباس میں تھا اور اُس کے چہرے پر گیس ماسک چڑھا ہوا تھا۔“

”اونہہ... میں اُس کا کنوارا باپ ہوں... میں کس سے کم ہوں۔“ عمران نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

◆

دوسری صبح کے اخبارات اس سنسنی خیز خبر کی وجہ سے دھڑا دھڑ فروخت ہو رہے تھے کہ نازی جرمنی کا ایک شاطر جاسوس شیلنگ ایسے موقع پر گرفتار کیا گیا ہے جب کہ یہاں چند دوست ممالک کی ایک خفیہ کانفرنس ہونے والی تھی۔ یہ وہی شیلنگ تھا جو جرمنی کی شکست کے بعد جاپان کے لئے کام کرنے لگا تھا.... اور جس کی وجہ سے مشرق بعید کے بہتیرے ممالک کو بڑے خسارے کا سامنا کرنا پڑا تھا۔

شیلنگ کی بہت لمبی ہسٹری تھی اور وہ ایک بہت ہی خطرناک آدمی سمجھا جاتا تھا۔ دنیا کی متعدد حکومتوں کو اس کی تلاش تھی.... اور اس کی پہچان صرف یہ تھی کہ اُس کے داہنے ہاتھ میں چھ انگلیاں تھیں لیکن یہ کسی کو نہ معلوم ہو سکا کہ وہ کیسے پکڑا گیا تھا اور پکڑنے والا کون تھا۔

اب عمران صفدر کو پاگل خانے سے نکلوانے کی فکر میں پڑ گیا تھا۔ اس میں دو دن لگ گئے اور جب اُسے حقیقت معلوم ہوئی تو اُس نے عمران ہی کے سے انداز میں سر پیٹنا شروع کر دیا۔

دوسری طرف سارجنٹ نعمانی اپنے ساتھیوں میں سے ایک ایک کو بتاتا پھر رہا تھا کہ ایکس ٹو بذات خود بھی وہاں موجود تھا لیکن اُس نے دور ہی سے تماشا دیکھا تھا۔ پھر بھی وہ کتنا باخبر آدمی ہے۔ اب اگر ہم میں سے کوئی کسی مصیبت میں پڑ ہی جاتا تو کیا اُس وقت بھی اُس کی حیثیت کسی تماشائی کی سی ہوتی۔ لیکن عمران نے حقیقت صرف روشی کو بتائی۔

”وہ بلیک زیرو تھا۔“ اس نے کہا۔ ”اُف.... فوہ! وہ لڑکی مجھے پھر یاد آ گئی۔ روشی.... میں اُس کے لئے بہت مغموم ہوں وہ بے ضمیر نہیں تھی۔ بہت اچھی لڑکی تھی۔ اس کی وجہ سے مجھے بڑی مدد ملی۔ ورنہ ایکسٹو کی مٹی پلید ہو گئی ہوتی.... اس بیچاری نے اسکیم سے مجھے پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا۔ اسی بناء پر میں اپنے انتظامات کرنے کے قابل ہو سکا تھا.... اُس نے مجھے اُس مقام کا نام بتا دیا تھا جہاں ہمیں سب سے پہلے جانا تھا۔ لہٰذا میں نے بلیک زیرو کو اُس سے آگاہ کر کے ہدایت کر دی تھی کہ وہ ٹیکسی میں چھپنے کی کوشش کرے۔ ظاہر ہے کہ ڈکے کے علاوہ اور کہاں چھپتا۔ مگر تصور تو کرو کہ دن بھر ڈکے میں بند پڑے رہنا کتنا مشکل کام ہے دم گھٹ کر رہ جائے اسی لئے وہ

اپنے ساتھ فائر فائیٹروں کا سا لباس لے گیا تھا جس میں گیس ماسک بھی موجود تھا اور آکسیجن کی تھیلیاں بھی۔ اگر ایسا نہ کرتا تو شائد ایک ہی گھنٹے بعد اس کا دم گھٹ جاتا۔ نعمانی ڈرائیو کر رہا تھا ہم پروگرام کے مطابق سب سے پہلے ایک قدیم مقبرہ دیکھنے گئے وہاں نعمانی نے ٹیکسی جھاڑیوں میں کھڑی کی تھی اس لئے بلیک زیرو کوڈ کے میں چھپنے کا موقع مل گیا اور کوئی اُسے دیکھ بھی نہ سکا۔

"مگر وہ لڑکی کیسے آٹکرائی تھی۔" روشی نے پوچھا۔

عمران نے بندروں والا واقعہ دہرایا اور روشی بُرا سا منہ بنا کر بولی۔ "اسی طرح تم نے میری زندگی بھی برباد کی تھی۔"

"ہام.... یہ بات آج تک میری سمجھ میں نہیں آئی کی عورتیں احمقوں میں اتنی دلچسپی کیوں لیتی ہیں! ویسے میں نے یہ بھی سنا ہے کہ اگر شوہر احمق نکل جائے تو وہ یہ سمجھتی ہیں.... کہ ان کی وہ..... تقدیر پھوٹ گئی۔ واللہ اعلم بالثواب۔"

"تمہیں صرف اپنے کام سے کام رہتا ہے۔ اس کی پرواہ نہیں ہوتی کہ کس پر کیا گذری۔ کاش تم میں تھوڑی سی انسانیت بھی ہوتی۔"

اُسی شام کو رحمان صاحب کا فون آیا۔ انہوں نے اُسے گھر پر بلایا تھا.... ظاہر ہے انہیں یقینی طور پر علم ہوا ہوگا کہ شیلنگ کیسے پکڑا گیا تھا۔

عمران گھر تو جانا ہی چاہتا تھا یہی بہانہ سہی۔

رحمان صاحب حسب معمول کڑے تیوروں سے پیش آئے۔

"میں نے تمہیں منع کیا تھا کہ تم سیکرٹ سروس والوں کے معاملات میں پیش پیش نہ رہا کرو۔" انہوں نے کہا۔

"پتھر چبا کر پیٹ بھر سکتا تو نہ جانے کب کا جنگل کی راہ لے چکا ہوتا۔"

"کیا بس یہی ایک ذریعہ معاش رہ گیا ہے۔"

"جی ہاں اور بھی ہیں۔" عمران آہستہ سے بولا۔ "مگر میں ایکس ٹو کے چکر میں بہت بُری طرح پھنس گیا ہوں۔ آپ خود سوچئے اُسے آج تک کسی نے دیکھا نہیں۔ مگر وہ ہر وقت مجھے ایکس کا پہاڑہ یاد کرا سکتا ہے۔"

"تم ڈرتے ہو اُس سے۔"

"یقیناً ڈرتا ہوں جناب! جب اُسکا دل چاہتا ہے اپنے ساتھیوں کو بیچ سڑک پر مرغا بنا دیتا ہے۔"

"دفع ہو جاؤ۔" رحمان صاحب ہاتھ ہلا کر بولے۔ "مگر ٹھہرو۔ تم نے دس گیارہ آدمیوں کو

کس قانون کے تحت مار ڈالا۔"

"ارے یہ آپ کیا فرما رہے ہیں.... مم.... میں نے دس گیارہ آدمیوں کو مار ڈالا.... کسی نے غپ اڑائی ہوگی جناب! مار پیٹ سے میں ہمیشہ دور بھاگتا ہوں۔

اگر تقریروں سے کام نہ چلا تو پھر سیدھے گھر چلے آئے۔ جی ہاں.... ماراوار اُسی ایکس ٹو نے ہوگا.... اوہو.... جملے کی ترتیب غلط ہوگئی پہلے فاعل.... پھر فعل.... پھر مفعول۔ جی ہاں یوں سمجھئے کہ اُسی ایکس ٹو نے....!"

"بکواس بند کرو میں اس سلسلے میں تمہیں عدالت میں طلب کراؤں گا۔"

"ڈیڈی....!" عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "میں بہت جلد اس شہر سے کہیں اور چلا جاؤں گا.... بہت دور.... اور مجھے وہ تمور.... کیا کہتے ہیں اُسے تہور.... بہر حال.... او جی ہاں.... میں کسی کے تصور میں بھی نہیں آسکوں گا ڈیڈی.... بس چلتا جاؤں گا.... چلتا جاؤں گا۔ میرے پیروں کے نیچے ریگستان.... نہیں قازقستان۔"

"میں کہتا ہوں! اب آجاؤ.... جب خدا تمہیں عقل سلیم دے تب....!"

"عقل سلیم مشکل ہے ڈیڈی.... کیونکہ سلیم اکبر کا بیٹا تھا اور اکبر کا استاد تھا بہرام خان۔"

"بیرم خان!" رحمان صاحب جھلا کر بولے....!

"چلئے وہی سہی۔ مگر اکبر اور چندر گپت موریہ کو فنون سپہ گری اُسی نے سکھائے تھے۔ یہ چندر گپت موریہ بھی عجیب نام ہے ڈیڈی پتہ نہیں کیوں یہ نام سن کر ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے کوئی کسی کو چپت مار کر بھاگ گیا ہو۔"

"عمران....!"

"جی....!"

"نکلو یہاں سے.... ورنہ....!"

"نہیں نوکر کو نہ بلائیے.... میں خود ہی یہ خدمت بھی انجام دے لوں گا۔"

اماں بی شائد کسی مذہبی تقریب میں شرکت کے لئے کہیں گئی ہوئی تھیں۔ اس لئے عمران نے رحمان صاحب کے کمرے سے نکل کر پھاٹک کی راہ لی۔ مگر پھر فوراً ہی اُسے رک جانا پڑا کیونکہ وہ دوڑتے ہوئے قدموں کے ساتھ ہی ساتھ اپنی چچازاد بہنوں کی آوازیں بھی سن رہا تھا وہ اُسے پکارتی ہوئی دوڑی آرہی تھیں۔

"ہام.... ہاں ہاں.... جیتی رہو.... جیتی رہو۔" عمران نے سر ہلا کر ان کے سلام کا جواب دیا۔

"واہ بھائی جان چپکے چپکے چلے جارہے تھے۔" ایک نے کہا اور ساتھ ہی عمران کی ٹائی کی گرہ بھی درست کی۔

"ارے دیکھو تو.....!" دوسری بولی۔ "جب اس طرح ذلیل کرنا ہوتا ہے تو چچا جان بلاتے ہی کیوں ہیں۔"

"اب تم ہی دیکھو.....!" عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"نہیں واقعی چچا جان کو ایسا نہ کرنا چاہئے۔"

"تم لوگ جب ہمدردی سے پیش آتی ہو تو ہمارا دل بھر آتا ہے اور جی چاہتا ہے کہ دس پانچ کو قتل کر کے سوئیٹزرلینڈ چلے جائیں۔ اچھا اب ہم چلے پرسوں پھر آئیں گے۔"

"ارے ہاں! پرسوں وہ سیام کا سفید ہاتھی یہاں آنے والا ہے۔ تمہیں دکھانے لے چلیں گے ٹاٹا!"

"ارے سنئے تو بھائی جان.....!"

"نہیں..... بس اب شو کا وقت قریب آرہا ہے۔"

"کیسا شو.....!"

"اچھا! تمہیں شائد معلوم نہیں کہ ہم نے دولت مندی سے اکتا کر بلبل نائیز میں گیٹ کیپری کرلی ہے۔"

"نہیں.....!"

"ہاں..... جب بھی ساڑھے بارہ آنے والے کلاس میں فلم دیکھنے کا ارادہ ہو تو چلی آنا بٹھا دیں گے..... ٹاٹا.....!"

عمران نے دو تین لمبی لمبی چھلانگیں لگائیں اور پھاٹک کے باہر تھا۔

﴿تمام شد﴾